COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

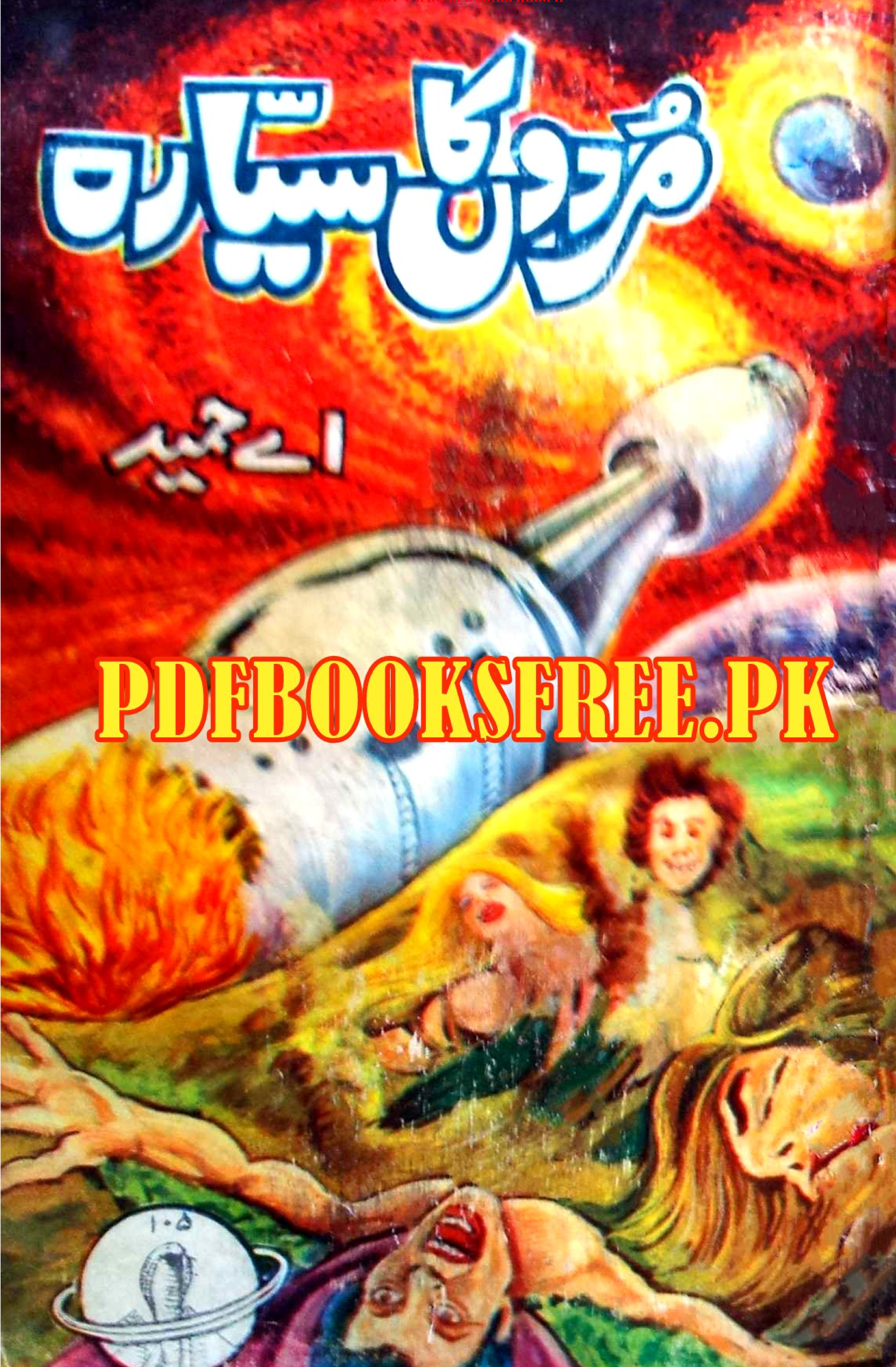

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرا

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

مُردوں کا سیّارہ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقرار ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور نمبر ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

عنبر ناگ ماریا کے دوستو!

سلام قبول کرو! خط ہی خط۔ محبت ہی محبت۔ خلوص ہی خلوص میں تم سب دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے عنبر ناگ ماریا کے نئے خلائی سفر کو اتنی محبت سے پسند بھی کیا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار مجھے پیارے پیارے خط لکھ کر کر رہے ہیں۔ عنبر ناگ ماریا کا خلائی سفر شروع ہو چکا ہے۔ وہ کائنات کی وسعتوں میں نئے نئے ایڈونچر کر رہے ہیں اور ابھی وہ خدا جانے کیسے کیسے رونگٹے کھڑے کر دینے والے ایڈونچر ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ ایڈونچر آپ ضرور پڑھیں گے فکر نہ کریں۔ اس بار عنبر کس قسم کے سیارے پر جا پہنچا ہے؟ ذرا پڑھ کر معلوم کریں جلدی سے۔

تمہارا دوست

اے حمید

۴۵۴-این سمن آباد، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- غیبی تھپڑ
- کلارا کی نقلی قبر
- خلائی قزاق
- مُردوں کا سیارہ

غیبی تھپڑ

خواب گاہ میں مکار بادشاہ دالانگ بے خبر سو رہا تھا۔ ماریا اس کے سرہانے کی طرف جا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے پلنگ کے نیچے چادر اُٹھا کر دیکھا۔ وہاں پتھر کی چار بڑی بڑی سلیں پڑی تھیں۔ ماریا تیزی سے باہر گئی اور تھیوسانگ اور کیٹی کو بھی اندر بلا لیا۔ یہ لوگ وزیر شاطو کو بھی دھکیلتے ہوئے اپنے ساتھ اندر لے آئے۔

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"جس پلنگ پر یہ کمینہ بادشاہ دالانگ سو رہا ہے اس کے نیچے پتھر کی سلیں ہیں۔ ان پتھر کی سِلوں کے نیچے تہہ خانے کا دروازہ ہو گا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اس کمینے کو میں چوہا بنا دوں؟"

کیٹی نے کہا:

"ان دونوں کو چوہا بنا دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا:

"نہیں ٹھہرو۔ پہلے مجھے دالانگ سے دو دو باتیں کر لینے دو۔"

وزیر شاطو نے جو ایک غیبی عورت کی آواز سُنی تو اس پر دہشت طاری ہو گئی۔ اس نے گڑگڑا کر کہا:

"مجھے چوہا نہ بنانا۔ مجھے چوہا نہ بنانا۔ تم جو کہو گے میں کروں گا۔"

تھیوسانگ نے ڈانٹ کر کہا:

"بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔"

وزیر شاطو وہیں بیٹھ گیا۔ کیٹی نے اپنی خلائی گن کی نالی اس کی کھوپڑی سے لگا دی۔ ماریا اور تھیوسانگ پلنگ کے پاس گئے۔ دالانگ ان کی آوازوں سے جاگ پڑا تھا۔ کمرے میں ایک شمع پہلے ہی سے جل رہی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر اپنے سامنے تھیوسانگ اور کیٹی کو دیکھا تو حیران ہو کر بولا:

"تم ۔۔ تم باہر کیسے نکل آئے؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"تمہاری موت ہمیں وہاں سے نکال کر تمہارے پاس لے آئی ہے۔"

دالانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اپنے وزیر شاطو کو گردن جھکائے فرش پر بیٹھے دیکھ کر بولا:

"تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تم نے انہیں نکالا ہے؟"

ماریا نے دالانگ کے سر پر ہلکا سا تھپڑ مار کر کہا:

"بکواس بند کرو۔ ہم خود تمہارے کمینے وزیر کو یہاں لائے ہیں۔"

اس غیبی تھپڑ پر تو دالانگ بوکھلا کر رہ گیا:

"یہ ۔ یہ غیبی عورت کون ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"تمہاری موت۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"بادشاہ اچھال اور شکالی کو تم نے کہاں چھپا رکھا ہے؟"

دالانگ انجان بن گیا:

"مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ بادشاہ اچھال کہاں ہے میں تو خود اس کی تلاش میں ہوں۔"

ماریا نے اسے ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ یہ تھپڑ ذرا زیادہ زور دار تھا۔ کمینہ دالانگ پلنگ پر قلابازی کھا گیا۔ تھیوسانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں ایک کرشمہ دکھاتا ہوں۔"

اس نے ایک آنکھ بند کر کے وزیر شاطو کو انگلی لگا دی۔ شاطو کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ پلک جھپکنے میں ننھا سا بن کر فرش پر رینگنے لگا۔ دالانگ نے یہ کرشمہ دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

ہتیوسانگ نے کہا:

"اگر تم نے یہ نہ بتایا کہ شکالی اور اچھال کہاں ہیں تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔"

ماریا بولی: "کیا تم نے اچھال کو اپنے پلنگ کے نیچے تہہ خانے میں بند کر رکھا ہے؟"

دالانگ ہاتھ جوڑ کر بولا:

"ہاں۔ ہاں۔ مگر میں بے قصور ہوں۔ مجھے چھوٹا نہ کرنا۔ مجھے چوہا نہ بنانا۔"

ماریا نے ہتیوسانگ سے کہا:

"اسے بھی چوہا بنا دو ہتیوسانگ۔"

دالانگ چلّا اٹھا:

"مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔"

مگر اس دوران ہتیوسانگ اپنی ایک آنکھ بند کر کے دالانگ کی گردن سے اپنی انگلی چھو چکا تھا۔ دالانگ

بھی انگلی کے سائز کا بن گیا۔ ہتیوسانگ نے دالانگ اور اس کے وزیر شاطو کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ ماریا نے پلنگ الٹ دیا اور پھر نیچے رکھی بھاری بھرکم پتھر کی سلوں کو جھٹکے کے ساتھ الٹ کر دور گرا دیا۔

اس کے نیچے فرش میں ایک چوکھٹا بنا تھا۔ ہتیوسانگ نے چوکھٹا اکھاڑ ڈالا۔ نیچے ایک زینہ تہہ خانے میں جا رہا تھا۔ وہ تینوں نیچے اتر گئے۔ کیپٹن نے عقاب کی شکل والے ناگ کو اپنے ہاتھ میں اٹھا رکھا تھا۔ ناگ خاموش نظروں سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا اور اسے خوشی ہو رہی تھی۔ عنبر کی اسے فکر تھی کہ خدا جانے وہ کہاں ہوگا۔ کس حالت میں ہوگا۔

تہہ خانے میں روشنی ہو رہی تھی۔ قالین کے فرش پر پلنگ بچھا تھا جس پر سیارہ سینا بھتون کا اصلی اور نیک دل بادشاہ اچھال سر جھکائے اداس بیٹھا تھا۔ ہتیوسانگ اور کیپٹن نے اچھال کو سارا ماجرا سنایا۔ ساری کہانی بیان کر دی اور جیب سے مکار اور سازشی دالانگ اور اس کے وزیر شاطو کے ننھے ننھے جسم نکال کر دکھائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ اتنے چھوٹے کیسے ہو گئے؟" اچھال نے تعجب سے پوچھا:

تھیوسانگ نے کہا:

"یہ میری خلائی کرامت ہے۔"

اچھال نے کہا:

"میری بیٹی شکالی کہاں ہے۔ میں اس کے لیے پریشان ہو گیا ہوں۔"

تھیوسانگ نے دالانگ کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور انگلی اس کے پیٹ پر رکھ کر ذرا دبایا تو وہ ننھی سی چیخ مار کر بولا:

"مجھے نہ مارو۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں۔"

پھر دالانگ نے تھیوسانگ اور اچھال کو بتایا کہ اس نے شکالی کو شاہی محل کے سب سے نچلے تہہ خانے میں بند کر رکھا ہے۔

ماریا نے کہا:

"ان دونوں کمینوں کو اسی تہہ خانے میں بند کر جاتے ہیں۔"

اچھال نے کہا:

"میں ان پر رحم کرنا چاہتا ہوں۔"

کیٹی بولی: "ان لوگوں نے آپ کو ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور آپ پھر بھی ان پر رحم کرنا چاہتے ہیں؟"

ماریا نے کہا:

"اگر یہ زندہ رہے تو آپ کو اور آپ کی بیٹی شکالی کو مار ڈالنے کی پوری کوشش کرینگے۔" تھیوسانگ نے کہا "حضور بادشاہ! اپنے دشمن پر ترس نہیں کھانا چاہیے، وہ کسی وقت بھی ڈنگ مار سکتا ہے۔"

چنانچہ انہوں نے ننھے دالانگ اور ننھے شاطو کو اسی تہہ خانے میں چھوڑ دیا۔ وہ چوہوں کی طرح تھیوسانگ کے پاؤں سے لپٹ گئے۔

"ہمیں یہاں سے لے چلو۔"

تھیوسانگ نے پاؤں جھاڑ کر کہا:

"یہ تم نے اس وقت کیوں نہ سوچا جب نیک دل اچھال کو یہاں بند کر دیا تھا۔ ہم تمہارے پاس خوراک کی گولیاں چھوڑے جا رہے ہیں۔ اب تم جانو اور تمہاری قسمت۔"

دونوں مکّار سازشیوں کو اسی تہہ خانے میں چھوڑ کر کیٹی، ماریا اور تھیوسانگ باہر نکل آئے۔ انہوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوہارا تہہ خانے کے منہ پر پتھر کی سلیں رکھ دیں اور شاہی قید خانے کی طرف چلے۔

خواب گاہ سے باہر آتے ہی پہرے داروں نے اپنے اصلی بادشاہ اچھال کو زندہ دیکھا تو خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ سارے محل میں شور مچ گیا کہ بادشاہ محل میں واپس آ گیا ہے۔ اسی وقت شکالی کو بھی تہہ خانے سے نکال لیا گیا۔ شکالی نے کیٹی کو گلے لگا لیا اور عنبر کے بارے میں پوچھا۔ ناگ کے بارے میں پوچھا۔

کیٹی نے عقاب کو دکھا کر کہا:

"یہ ناگ ہے۔"

اور پھر بتایا کہ خلائی قبیلے کے قلعے کے اوپر اڑتے ہوئے اس پر گن فائر پڑا اور کیمیاوی ردّ عمل سے ناگ پتھر بن گیا۔ اچھال افسوس کرنے لگا۔ اس کے پاس ایسا کوئی فارمولا نہیں تھا جس کی مدد سے ناگ پھر سے زندہ ہو جاتا۔ شکالی نے اپنے باپ سے کہا:

"ابا جان! اگر آپ نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہوتی تو آج ہم ناگ کے جسم میں داخل شعاعوں کا توڑ کر سکتے تھے۔"

اچھال نے کہا:

"اب ہم بھی سائنس میں ترقی کریں گے اور اپنے سیارے کو ٹیکنالوجی میں آگے ہی آگے لے جائیں گے۔"

عنبر کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ شکالی کے باپ کو اس کی حکومت واپس مل گئی۔ اب کیٹی ماربا اور تھیوسانگ کے وہاں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہاں رہ کر نہ تو وہ عنبر کا کھوج لگا سکتے تھے اور نہ ہی وہ ناگ کو پھر سے زندہ حالت میں لا سکتے تھے۔ کیوں کہ یہ سیارہ ایک غیر ترقی یافتہ اور سائنس کے میدان میں بہت پیچھے تھا۔ ان کے پاس صرف چند ایک راکٹ ہی تھے جن کے ذریعے وہ کبھی کبھی کسی قریبی سیارے پر چلے جاتے تھے۔

دوسرے روز اچانک پتہ چلا کہ شہر کے شمال میں جو راکٹ لگا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ اچھال نے فوراً سپاہیوں کو حاضر کیا۔ وہ ڈر رہے تھے۔ انہوں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ والانگ نے انہیں حکم دے رکھا تھا کہ شہر میں اگر کسی اجنبی شخص کو دیکھو تو اسے فوراً خلائی کمرے میں بٹھا کر راکٹ کے ذریعے خلا میں بھٹکنے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے لیے چھوڑ دو۔ چنانچہ ہم نے رات کو ایک آدمی دیکھا کہ آوارہ پھر رہا تھا۔ اس کو ہمارا کوڈ بھی یاد نہیں تھا۔ اس لیے ہم نے اسے راکٹ کے ذریعے خلا میں چھوڑ دیا۔

انہوں نے جو حلیہ بتایا وہ عنبر کا حلیہ تھا۔ تھیوسانگ اور کیٹی تو سر تھام کر رہ گئے۔ ناگ اور ماریا کو بھی بے حد افسوس ہوا۔ کہ عنبر خدا جانے خلائی کمرے میں بند خلا میں کہاں بھٹک رہا ہو گا۔

اچھال نے کہا:

"کاش ہمارے پاس کوئی ایسا مصنوعی سیارچہ ہوتا کہ جس کی مدد سے ہم خلا میں عنبر کو تلاش کر سکتے۔"

ماریا نے کہا:

"اب کیا ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم خود خلا میں جا کر عنبر کا کھوج لگائیں۔"

تھیوسانگ بولا: "کائنات کی اس گلیکسی میں سیارے اربوں نوری سال کے فاصلے پر واقع ہیں۔ یہاں خلا بے حد سنسان اور ویران ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"تھیوسانگ! میں بھی تمہاری طرح خلائی لڑکی ہوں۔ ہم اس گلیکسی میں بھی عنبر کو کہیں نہ کہیں ضرور ڈھونڈ نکالیں گے۔"

ماریا بولی: "ہاں تھیوسانگ بھائی! ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے انسان ہمت کرے، اپنا حوصلہ بلند رکھے تو بڑی سے بڑی مشکل کو حل کیا جا سکتا ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں۔" شکالی نے کہا، "ہم سے جو مدد بھی ممکن ہو سکی ضرور کریں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"شکریہ شکالی۔ ویسے قطب جنوبی کے پاس ہمارا ایک راکٹ یہاں موجود ہے۔ ہم اس میں سوار ہو کر خلا میں جا سکتے ہیں۔"

ایک دن جب موسم بڑا خوشگوار تھا تو کیٹی، تھیوسانگ اور ماریا نے اچھال اور اس کی بیٹی شکالی سے اجازت طلب کی۔ شکالی تو کیٹی کے گلے لگ گئی۔ دونوں کو آپس میں بڑا پیار ہو گیا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ کیٹی عنبر اور ماریا پہلے تاریخ کے اور اب خلا کے مسافر ہیں اور وہ کسی ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اور پھر ان کا ایک بہت ہی سینئر اور پیارا ساتھی عنبر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھو گیا تھا۔ انہیں ہر حالت میں اس کو تلاش کرنا تھا۔ چنانچہ شکالی کیبٹی کو روک نہ سکی اور اسی روز دوپہر کے بعد کیپٹی، ماریا اور تھیوسانگ اپنے راکٹ میں سوار ہو کر خلا میں نامعلوم منزل کی طرف پرواز کر گئے۔

ناگ، عقاب کی پتھریلی شکل میں ان کے پاس تھا۔

دیکھتے دیکھتے ان کا تیز رفتار راکٹ سیارہ سیناتھون سے اتنی دور نکل گیا کہ سیارہ چھوٹا سا دکھائی دینے لگا۔ اب ان کے ارد گرد تاریک خلا پھیلا ہوا تھا جہاں اربوں نوری سال کے فاصلے پر کہیں کہیں ستارے ننھے ننھے نقطوں کی طرح چمک رہے تھے۔

○

اب ہم عنبر کی طرف جاتے ہیں۔

عنبر بے حس پتھر بنا خلائی کمرے میں بند تھا اور اس کا خلائی کمرہ راکٹ سے الگ ہو کر خلا میں بے پناہ رفتار کے ساتھ نامعلوم مقام کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ عنبر کو خلائی کمرے کے فرش پر لیٹے لیٹے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ کمرہ پورے کا پورا خلائی سیارہ بن کر بھاگا جا رہا ہے۔ وہ بے بس اور لاچار تھا۔ نہ تو خلائی کمرے

کو روک سکتا تھا، اور نہ اٹھ کر کمرے کی ایک گول کھڑکی میں سے یہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ کسی ایسے ستارے کی طرف تو نہیں جا رہا جس کی دہکتی آگ کے جہنم میں پہنچ کر وہ راکھ یا کباب بن جائے گا۔ کیوں کہ ستاروں کے جہنم کی آگ کی شدت کا اسے ابھی تک تجربہ نہیں تھا کہ اس آگ میں بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ کیوں کہ ایک عام سورج میں حرارت کی شدت سات ستر لاکھ سینٹی گریڈ سے کم نہیں ہوتی۔ اتنی گرمی میں آگ کے شعلے بھی توانائی کی چمک بن جاتے ہیں۔

عنبر کو وقت کا بھی احساس نہیں تھا۔

خدا جانے زمین کے حساب سے کتنی راتیں کتنے دن گزر گئے تھے کہ ایک روز خلائی کمرے میں جھنجناہٹ سی شروع ہوئی۔ کمرے نے ہلنا شروع کر دیا۔ جیسے بھونچال آ گیا ہو۔ فرش پر پڑے پڑے عنبر کا بے حس جسم بھی حرکت کرنے لگا تھا۔ خلائی کمرہ کبھی ایک دم سے نیچے جاتا اور کبھی ایک دم سے اوپر کو اٹھنے لگتا۔ پھر وہ گھومنے لگا اور عنبر کئی بار چھت سے لگ کر فرش پر اور فرش سے لگ کر چھت سے جا ٹکرایا۔

اپنے آپ ہی یہ بھونچال ختم ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کا جسم ٹھنڈا نہیں ہے۔ اسے اپنی رگوں میں گرمی کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی۔ اس نے اپنے ہاتھ کو ہلایا تو وہ خوشی سے کھل اٹھا۔ وہ اپنا ہاتھ ہلا سکتا تھا۔ اس نے اپنی ٹانگ ہلائی تو وہ بھی زندہ ہو گئی۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ خدا جانے وہ خلا کی کس فضا میں سے گذرا تھا کہ وہاں شعاعوں اور ایٹمی توانائی کے طوفان میں اس کے جسم کو پھر سے طاقت مل گئی۔

عنبر نے لپک کر خلائی کمرے کی گول کھڑکی میں سے باہر جھانکا۔ اس کھڑکی پر کسی مضبوط ترین دھات کا شیشہ چڑھا تھا۔

عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے خلا میں سے گذر رہا ہے جہاں کی فضا کہیں سے نیلی، کہیں سے زرد اور کہیں نارنجی ہے۔ یہ قوسِ قزح یعنی دھنک کی فضا تھی۔ ستارے اور سیارے اس خلا میں دور بہت دور نظر آ رہے تھے اور ان کا رنگ سرخ تھا۔

عنبر محسوس کر رہا تھا کہ خلائی کمرے کو کوئی سیارہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ کیوں کہ خلائی کمرے کی گردش ٹیڑھی اور مدار والی گردش نہیں تھی بلکہ وہ بالکل تیر کی سیدھ میں ایک طرف جا رہا ہے۔ کھڑکی میں سے

قوسِ قزح کے رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے تھے۔

کسی وقت خلائی کمرہ نیلی روشنی میں سے گذرتا اور کمرے کی فضا نیلی ہو جاتی۔ پھر زرد اور نارنجی رنگ کی روشنی میں سے گذرتا تو خلائی کمرے کی فضا زرد اور نارنجی ہو جاتی۔ جب خلا کی یہ روشنیاں اور رنگ ختم ہوئے تو فضا میں عنبر نے دھند کا ایک بہت بڑا گولا دیکھا۔ خلائی کمرہ اسی دھند کی طرف جا رہا تھا۔

عنبر اپنے خلائی کمرے کے رحم و کرم پر تھا۔

نہ جانے کتنے دن اور کتنی راتیں خلا میں سفر کرتے رہنے کے بعد خلائی کمرہ اس دھند کے گولے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں اندھیرا سا چھا گیا۔ دھند گہری ہو رہی تھی۔ خلائی کمرے کو پہلے تو دھچکے لگے۔ جب دھچکے ختم ہوئے تو عنبر نے کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔ باہر بڑے زور کی بارش ہو رہی تھی۔ دھند اب گھنے سیاہ بادلوں میں بدل گئی تھی۔ خلائی کمرہ بادلوں کے اس سمندر میں ایک تنکے کی طرح بھاگا جا رہا تھا۔

کئی روز اسی بارش اور بادلوں میں سفر کرتے گذر گئے۔

عنبر کو ایک دن کھڑکی کے شیشے پر سفید روشنی نظر آئی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آیا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا کہ بادل بہت اوپر رہ گئے تھے۔ اور کسی طرف سے کسی سورج کی ہلکی ہلکی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ عنبر نے محسوس کیا کہ خلائی کمرہ اوپر یا دائیں بائیں یا سیدھا جانے کی بجائے نیچے کی طرف جا رہا ہے۔

عنبر نے شیشے میں سے نیچے دیکھنے کی کوشش کی۔ اسے ابھی نیچے سوائے دھندلے دھندلے خلا کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ خلائی کمرے کو کسی سیارے کی کشش اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

یہ سیارہ کیسا ہو گا۔ اس کی فضا کیسی ہو گی۔ اس میں کون سی مخلوق آباد ہو گی۔ اور کیا عنبر کبھی اس سیارے کی فضا سے نکل کر واپس اپنے دوستوں ناگ کیٹ اور ماریا کے پاس جا سکے گا؟

یہ ایسے سوال تھے جو اس وقت عنبر کو پریشان کر رہے تھے۔ لیکن ان سوالوں کا عنبر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ خلائی کمرہ جو پہلے بڑی تیزی سے نیچے اتر رہا تھا اب اس کی رفتار دھیمی پڑ گئی تھی۔ سیارے کی کشش میں اچانک یہ کمی کس طرح آ گئی تھی؟ یہ عنبر کو معلوم نہیں تھا۔

خلائی کمرہ ایک بار پھر بادلوں میں گھر گیا۔

عنبر فرش پر بیٹھ گیا۔ کیوں کہ باہر کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔

کچھ دیر بعد خلائی کمرے کو ایک دھکا لگا۔ وہ فضا میں اچھلا عنبر بھی اچھل کر کمرے کی چھت سے ٹکرایا۔ دوسری بار کمرہ تھوڑا اچھلا اور پھر وہ سیارے کی زمین کے ساتھ جا کر لگ گیا۔ خلائی کمرے میں ایک گہرا سکوت چھا گیا۔ کھڑکی میں سے دھندلی اور پھیکی پھیکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ عنبر نے کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔

باہر اسے اس قسم کے ٹیلے نظر آئے جو نوکیلے تھے اور جگہ جگہ زمین سے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی ٹیلے کا رنگ زرد تھا۔ کسی کا نیلا اور کسی کا نارنجی رنگ تھا۔ کسی طرف کوئی درخت یا سبزہ نہیں تھا آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ عنبر سوچنے لگا کہ اسے خلائی کمرے سے باہر نکلنا چاہیے۔ باہر کی فضا کس قسم کی ہے؟ وہ نہیں جانتا تھا۔

لیکن وہ خلائی کمرے میں کب تک بیٹھا رہتا؟ یہ کمرہ تو اب اکیلا دوبارہ فضا میں بلند نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کا راکٹ جو اسے خلا میں لے گیا تھا۔ وہیں پیچھے کہیں خلا میں الگ ہو کر گر چکا تھا۔ خلائی کمرے کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چھوٹا سا دروازہ بھی تھا۔ عنبر کے لیے مضبوط سے مضبوط دروازہ کھولنا بھی کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ اس نے دروازے پر ہاتھ رکھا۔ اپنی طاقت کا تھوڑا سا حصّہ خرچ کرتے ہوئے زور لگایا۔

دروازہ کھٹاک سے کھُل گیا۔

عنبر خاموشی سے خلائی کمرے ہی میں کھڑا رہا۔ وہ محسوس کرنا چاہتا تھا کہ اس سیارے کی شعاعوں میں کس قسم کی حرارت یا توانائی ہے۔ عنبر کو اپنے جسم پر کوئی نئی لرزش محسوس نہ ہوا۔ خلائی کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھُلا تھا۔ باہر سے دھندلی روشنی اندر آ رہی تھی۔

عنبر دروازے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ باہر تکونے رنگ برنگ چھوٹے چھوٹے مگر اوپر کو اُٹھے ہوئے ٹیلے دُور تک چلے گئے تھے۔ کہیں کوئی درخت یا گھاس کا ایک تنکا بھی نہیں تھا۔ فضا خاموش تھی۔ ایک گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کسی پرندے کی آواز کا وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

عنبر نے باہر نکل کر آہستہ سے زمین پر پاؤں رکھا۔ زمین سخت تھی۔ یہ پتھریلی زمین تھی۔ زمین پر بھی کہیں کوئی پتھر نارنجی تھا اور کہیں کوئی پتھر زرد اور نیلا تھا۔

عجیب ٹیکنی کلر سیارہ تھا۔ عنبر نے خلائی کمرے کے پیچھے جا کر دوسری طرف دیکھا۔ ادھر بھی تکونے رنگ برنگ ٹیلے دُور تک پھیلے تھے۔

اس نے گہرے گہرے سانس لیے۔ فضا میں کوئی بھی زہریلی گیس نہیں تھی۔ فضا بالکل صاف تھی اور عنبر بڑی آسانی سے سانس لے رہا تھا۔ اس ویران سیارے کی زمین کی کشش بھی نارمل تھی۔

عنبر حیران تھا کہ اگر یہاں بارش بھی ہوتی ہے۔ بادل بھی چھائے ہیں اور فضا میں آکسیجن بھی ہے تو پھر یہاں سبزہ کیوں نہیں ہے۔ اس نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ سورج آسمان پر بادلوں کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہ دن کا وقت تھا۔ موسم نہ گرم تھا نہ سرد۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ ہوا بالکل نہیں چل رہی تھی۔

عنبر ایک ٹیلے کے پاس پہنچا جس کا رنگ نیلا تھا۔ اتنا بڑا نیلم اگر زمین پر ہوتا تو عنبر کے پاس اتنی دولت آ جاتی کہ اس کی کئی پشتیں بھی اس دولت کو ختم نہیں کر سکتی تھیں۔

اس کے بعد ایک زرد رنگ کا ٹیلا آ گیا۔ یہ بھی کوئی مرجان قسم کا موتی تھا۔ اس کے بعد سُرخ ٹیلا آیا۔ یہ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت بڑا عقیق یعنی لعل تھا۔ جس میں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ عنبر ان ہیرے جواہرات کے بنے ہوئے ٹیلوں کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اتنے بڑے بڑے ہیرے جواہرات وہ اپنی ہزاروں سالہ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ عنبر دیر تک ان جواہرات کے ٹیلوں میں چلتا رہا۔

پھر یہ ٹیلے پیچھے رہ گئے۔ عنبر نے زمین پر سے زرد ریت ہتھیلی پر اُٹھائی تو حیران رہ گیا۔ یہ سونا تھا۔ چورا سونا۔ جو ذرات میں بدل کر صحرا بن چکا تھا۔ سونے کا صحرا ایک چھوٹے سے دریا پر جا کر ختم ہو گیا۔ دریا کے پانی کا رنگ زرد تھا۔ عنبر نے چُلّو بھرا۔ پانی اس کے چُلّو میں آ کر سفید ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ دریا کی تہہ میں سونے کی ریت بچھی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ پانی ٹھنڈا تھا۔ عنبر زرد دریا کے ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ یہ چھوٹا دریا ایک طرف گھوم گیا۔ آگے ایک بھورے رنگ کا تکونا ٹیلا کھڑا تھا۔ دریا اس کے ساتھ ہی دوسری طرف کو نکل گیا تھا۔

دوسری طرف عنبر نے دیکھا کہ صحرا میں ایک ڈھلان کے درمیان پیالہ نما ایک گھاٹی ہے جس کے وسط میں

چار تکونے میناروں والی عمارت کھڑی ہے۔ عمارت کے پتھروں کا رنگ زرد تھا۔ اس کا کوئی دروازہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ عمارت کی چھت بھی کوئی نہیں تھی۔ چار مینار بنے ہوئے تھے ساتھ ساتھ۔ باہر بھی کوئی انسان کوئی مخلوق نظر نہیں آ رہی تھی۔ عنبر اس کے قریب آ گیا۔ یہ زرد رنگ کا ایک لمبوترا گنبد سا تھا جس کے اوپر چار تکونے مینار ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ اس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ عنبر چاروں طرف گھوم گیا۔ اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ کوئی آدمی یا کسی قسم کی مخلوق کا کوئی نشان بھی نہیں تھا۔

وہ دریا کے کنارے جا کر ایک بڑے زرد پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

بادل گہرے ہو گئے تھے۔ اب ہوا بھی چلنے لگی۔ شام تک موسم اسی طرح رہا۔ بارش نہ ہوئی۔ عنبر نے اُٹھ کر آس پاس کا ایک چکر لگایا۔ آس پاس کسی قسم کی کوئی آبادی نہیں تھی۔ دُور دُور تک رنگ برنگ پتھروں کی بڑی بڑی چٹانیں منہ آسمان کی طرف اٹھائے کھڑی تھیں۔

عنبر واپس بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اس کا خلائی کرہ دُور ٹیلوں میں پڑا تھا۔ وہ اسے اڑا کر واپس اوپر خلا میں بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں لے جا سکتا تھا۔ اسے ناگ کیبٹ اور ماریا کا خیال بار بار آ رہا تھا کہ وہ اس کے بارے میں ضرور پریشان ہوں گے۔ مگر وہ اپنی مرضی کے خلاف یہاں پہنچا دیا گیا تھا۔ سوائے خاموش بیٹھ کر کسی حادثے یا اتفاق کے انتظار کے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

شام ہونے کے بعد رات کا اندھیرا ایک دم سے چھا گیا۔ مگر یہ اندھیرا عجیب و غریب تھا۔ اس اندھیرے میں نیلم، عقیق اور مرجان موتیوں کے بڑے بڑے ٹیلے چمکنے لگے تھے اور اندھیرے میں ان کی رنگ برنگی دُھندلی دُھندلی روشنی سی گھل مل گئی تھی۔ بڑی پُراسرار فضا بن گئی تھی۔ خاموشی اور سناٹا اتنا گہرا تھا کہ عنبر کو اپنے سانس کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ آسمان پر سیاہ بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے اور ہوا بھی چل رہی تھی۔

عنبر کچھ نہیں سوچ رہا تھا۔ بس آنکھیں بند کیے دریا کنارے پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ وہ کیا سوچتا؟ یہاں سے نجات اسے مشکل دکھائی دے رہی تھی۔ بس اس نے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا کہ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ دریا کا زرد پانی رات کے اندھیرے میں دھندلا دھندلا ہو گیا تھا۔

اچانک اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے دُور کوئی لٹو گھوم رہا ہے۔ عنبر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ آواز دور کسی جگہ سے آ رہی تھی۔ اس نے آواز پر کان لگا دیئے۔ یہ گھوں گھوں ایسی گھوکر کی دھیمی دھیمی آواز تھی جو آہستہ آہستہ صاف ہوتی جا رہی تھی۔

عنبر چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے احتیاط کے طور پر پتھر کی اوٹ لے لی۔ اب اسے محسوس ہوا کہ یہ آواز بادلوں میں سے آ رہی ہے۔ اس کی نگاہیں آسمان پر جم گئیں۔ آسمان سیاہ بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ اسے ایک جانب سے روشنی پھوٹ کر زمین پر گرتی دکھائی دی۔ یہ روشنی نیلے رنگ کی تھی اور ایسے زمین پر پڑ رہی تھی جیسے کوئی اوپر سے سرچ لائٹ کی روشنی نیچے ڈال رہا ہے۔

عنبر غور سے اس روشنی کو تکنے لگا جو آہستہ آہستہ زرد رنگ کی میناروں والی عمارت کے احاطے میں ایک جگہ جم گئی تھی۔ پھر یہ روشنی ہلکی ہو گئی۔ گھومتے لٹو کی آواز بھی اب زیادہ ہو گئی تھی۔

پھر عنبر نے اچانک بادلوں میں سے ایک مینار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایسے راکٹ کو نکلتے دیکھا۔ اس کے اندر نیلی روشنی ہو رہی تھی۔ یہ راکٹ میناروں والی عمارت کے احاطے کی طرف آ رہا تھا۔ راکٹ نے عمارت کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر احاطے کی زمین پر آ کر اس طرح اتر گیا کہ راکٹ کا لمبوترا سرا اوپر کی طرف تھا۔

عنبر بڑے غور سے اس راکٹ کو تک رہا تھا۔ وہ یہی سمجھ سکتا تھا کہ یہ کوئی خلائی مخلوق ہے جو کسی دوسرے سیارے سے یہاں اتر رہی ہے۔ اور یا پھر اسی سیارے کی کوئی مخلوق ہے جو خلا میں چکر لگانے کے بعد واپس اپنے اڈے پر آ گئی ہے۔ عنبر نے سوچا کہ ہو سکتا ہے راکٹ میں لگے ریڈار یا کمپیوٹر نے اس کی موجودگی کو ظاہر کر دیا ہو۔ وہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

راکٹ عنبر سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اسے راکٹ کا سرمئی رنگ کا دروازہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی نظریں اسی دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ زرد پراسرار عمارت پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس کے اندر سے ابھی تک کوئی مخلوق نہیں نکلی تھی۔ راکٹ بھی خاموش تھا۔ راکٹ کی تین چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں تھیں جن میں سے

آتی نیلی روشنی بجھ گئی۔

پھر راکٹ کی نچلی منزل کا دروازہ کھلا۔ عنبر ایک سیکنڈ کے لیے بھی اپنی نگاہیں نہیں ہٹا سکتا تھا۔ راکٹ کا دروازہ ایک طرف کھسک گیا تھا۔ اس کے اندر سے چار آدمی باہر نکلے۔ ان کی دو ٹانگیں اور ہم انسانوں کی طرح کے دو بازو تھے۔ ان کے سارے جسم زرد رنگ کے چست لباس میں چھپے تھے۔ سروں پر زرد ہی رنگ کے گول پیالے سے اوندھے پڑے تھے۔ انہوں نے ہاتھوں میں خلائی گنیں اٹھا رکھی تھیں۔ ان کے باہر نکلتے ہی راکٹ کا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔

وہ زرد رنگ کی چار میناروں والی بند عمارت کی طرف بڑھے۔ عنبر نے سوچا کہ چار مینار عمارت کا تو کوئی دروازہ نہیں ہے۔ پھر یہ اندر کیسے داخل ہوں گے۔ چاروں خلائی آدمی چار مینار عمارت کی دیوار کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے دیوار پر کسی جگہ ہاتھ لگایا تو ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ دیوار میں دروازہ بن گیا۔

چاروں خلائی آدمی اس دروازے میں سے گزر کر چار مینار عمارت میں داخل ہو گئے۔ دروازہ ہلکی آواز کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے آپ بند ہو گیا۔ ایک بار پھر فضا پر وہی
ایسی گہری خاموشی چھا گئی۔ عنبر فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا
کہ وہ اسی جگہ بیٹھا رہے یا راکٹ پر جا کر قبضہ کر
لے۔ راکٹ پر قبضہ کر کے بھی وہ کیا کر سکتا تھا۔ کچھ
وقت اسی طرح گذر گیا۔ عنبر پتھر کی اوٹ میں خاموش
بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں اب بھی خلائی
پر جمی تھیں۔

چار مینار عمارت پر گمبھیر دہشت سی چھائی تھی
وہی دروازہ کھلنے کی ہلکی گڑگڑاہٹ نما آواز بلند ہوئی
عنبر نے آنکھیں سیکڑ کر غور سے دیکھا۔ چار مینار عمارت
کی دیوار میں وہی دروازہ کھل گیا تھا۔ اس میں سے دو
خلائی آدمی باہر نکلے۔ انہوں نے کسی تیسرے انسان کو
پکڑ رکھا تھا اور اسے زبردستی گھسیٹتے ہوئے لا رہے تھے

عنبر نے دیکھا کہ یہ دونوں خلائی آدمی دریا کی طرف
آ رہے تھے۔ جب وہ ذرا قریب آئے تو عنبر کی آنکھیں
کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے دیکھا کہ ان دونوں خلائی
آدمیوں نے ایک لڑکی کو بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا۔ لڑکی
کے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اپنے بازو
کھینچ کر بار بار پیچھے کی طرف جا رہی تھی مگر خلائی آدمیوں

کی گرفت سے اس کا نکلنا ناممکن تھا۔ اس لڑکی کی آواز
بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ ناامیدی کے عالم میں اپنی گردن
ادھر اُدھر ڈال دیتی تھی۔

عنبر نے تیزی سے اپنا آپ پتھر کے پیچھے چھپا لیا
اور وہ زمین پر پیٹ کے بل لیٹ گیا تاکہ کوئی اسے دیکھ
نہ لے۔ کیونکہ اب یہ لوگ اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ یہ خلائی
آدمی لڑکی کو دریا کی طرف لا رہے تھے۔ قریب آ جانے سے
لڑکی کے لمبے لمبے سانس لینے اور سسکیاں بھرنے کی آواز سنائی
دینے لگی تھی۔

یہ اس لڑکی سے کیا سلوک کرنے والے ہیں؟ عنبر نے سوچا۔
اس لڑکی کی شکل صورت ہماری اپنی زمین کی لڑکیوں ایسی تھی۔
خلائی آدمیوں کے چہرے زرد نقابوں میں چھپے ہوئے تھے۔
لڑکی کے بال بکھرے تھے۔ وہ بار بار پکارنے لگی:

"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

عنبر کے کان کھڑے ہو گئے، لڑکی نے یہ جملے فرانسیسی زبان میں
ادا کیے تھے۔ یا خدا! یہ فرانسیسی لڑکی یہاں اس دور دراز ویران سیارے
پر کیسے پہنچ گئی؟

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کلارا کی نقلی قبر

خلائی آدمی کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔

زرد دریا کے کنارے آ کر ایک خلائی آدمی نے اپنی خلائی گن سے زمین پر فائر کیا۔ نیلی شعاع زمین سے ٹکرائی تو وہاں دھماکے سے گہرا سوراخ بن گیا۔ انہوں نے لڑکی کو اس گڑھے میں زبردستی ڈال کر اوپر سے پتھر اور مٹی ڈال دی۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ لڑکی پر فائر نہ کر دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ لڑکی کو گڑھے میں زندہ دفن کر کے وہ واپس چلے گئے۔ جب وہ چار مینار عمارت کی طرف دُور چلے گئے تو عنبر تیزی سے نکل کر گڑھے کی ڈھیری کے پاس گیا۔ جلدی جلدی پتھر اور زرد مٹی ہٹانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں لڑکی کا سر نظر آ گیا۔ عنبر نے فرانسیسی زبان میں لڑکی سے کہا:۔

"میں تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ گھبراتا نہیں۔ خاموش رہو بس۔"

تھوڑی ہی دیر میں عنبر نے لڑکی کو گڑھے میں سے نکال لیا اور گڑھے کو پتھروں اور زرد مٹی سے اسی طرح بھر دیا۔ لڑکی حواس باختہ ہو رہی تھی۔ اس کا جسم خوف اور دہشت سے ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ اس نے عنبر کا بازو تھام رکھا تھا۔ وہ لڑکھڑاتی زبان میں بولی:

"مجھے یہاں سے نکال لو۔ یہ تمہیں بھی مار ڈالیں گے۔"

عنبر نے لڑکی کے خشک ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا:

"شی! کوئی بات نہ کرو۔"

عنبر نے سرگوشی میں کہا اور اسے ساتھ لے کر دریا کے کنارے کنارے واپس چل پڑا۔ لڑکی کا لباس ایک پرانی چمڑے کی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ تھی جو مٹی سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بالوں میں بھی مٹی تھی۔ جسے وہ بار بار جھاڑ رہی تھی۔

زرد سونے کی ریت کا صحرائی میدان اور نیلم عقیق کی پہاڑیوں کو عبور کر کے عنبر اس لڑکی کو لے کر اس مقام پر آ گیا جہاں خلائی کمرہ تھا۔ وہ خلائی کمرے کو تعجب سے دیکھنے لگی:

عنبر نے مختصر لفظوں میں اسے بتایا کہ ایک خلائی حادثے کی وجہ سے مجھے یہاں اترنا پڑ گیا تھا۔ وہ خلائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے کے فرش پر بیٹھ گئے۔ عنبر نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور ان لوگوں کے چنگل میں کیسے پھنس گئی وہ گہرا سانس بھر کر بولی :

"میرے ساتھ عجیب ٹریجڈی ہوئی ہے۔ میرا نام کلارا ہے۔ میں فرانس کی رہنے والی ہوں۔ میں فرانس کے خلائی مرکز میں اسسٹنٹ کے طور پر کام کرتی تھی۔ میں نے اپنی نگرانی میں فرانس کے کئی مصنوعی سیارے خلا میں چھوڑے تھے۔ جس وقت دنیا پر ایٹمی جنگ شروع ہوئی میں اس وقت اپنے چیف خلا باز کے پاس مرکز کے ایک کمرے میں بیٹھی تھی کہ ہمیں خبر ملی کہ ایٹمی جنگ چھڑ گئی ہے اور امریکہ اور روس ایک دوسرے پر ایٹمی میزائیل پھینک چکے ہیں۔ ابھی وقت یہ خبر بھی ملی کہ لندن پر ایٹم بم گرا دیا گیا ہے اور اب فرانس کے سب سے بڑے شہر پیرس پر بھی ایٹم بم گرنے والا ہے۔ چیف خلاباز نے کہا کہ کلارا یہ دنیا تباہ ہو رہی ہے۔ لانچنگ پیڈ پر ایک راکٹ ہر وقت تیار کھڑا رہتا تھا۔ ہم اس راکٹ کے اوپر لگے مصنوعی سیّارے میں داخل ہو گئے۔ ہم نے خلائی سوٹ پہن رکھے تھے۔

اور پھر راکٹ کا بٹن دبا دیا۔ راکٹ ایک دھماکے سے اوپر اٹھا اور دیکھتے دیکھتے خلا کی طرف پرواز کرنے لگا۔ ہم نے سکرین پر لندن کو راکھ کا ڈھیر بنے ہوئے دیکھا۔ تباہی کا یہ منظر دیکھ کر ہمارے دل دہل گئے۔ راکٹ چند سیکنڈوں میں خلا میں پہنچ گیا۔ زمین کی کشش کے دائرے سے نکلتے ہی راکٹ مصنوعی سیارے سے علیحدہ ہو کر گر گیا اور ہمارے مصنوعی سیارے نے دنیا کے گرد چکر لگانا شروع کر دیا۔ یہاں رہنا بھی خطرناک تھا۔ کیوں کہ دنیا کے گرد پہلے ہی سے روس اور امریکہ کے جنگی مصنوعی سیارے چکر لگا رہے تھے۔ بہت جلد یہاں بھی سٹار وار شروع ہو گئی۔ دیکھتے دیکھتے کئی مصنوعی سیارے لیزر شعاعوں کی زد میں آ کر دھماکے سے پھٹ گئے۔ چیف خلا باز نے اپنے تجربے کو کام میں لاتے ہوئے مصنوعی سیارے کو زمین کے مدار سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ زمین کے مدار سے تھوڑا اوپر جا کر ترچھے رُخ پر گردش کرے گا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ جونہی ہمارا مصنوعی سیارہ زمین کے مدار سے نکلا وہ بے قابو ہو گیا اور اسے کسی نامعلوم سیارے نے اپنی طرف کھینچنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شروع کر دیا۔ چیف، نے اور میں نے مل کر مصنوعی
سیارے پر قابو پانے کی بہت کوشش کی مگر وہ
آؤٹ آف کنٹرول ہو چکا تھا۔ مصنوعی سیارے
کی رفتار خلا میں اتنی تیز ہو گئی تھی کر دیکھتے دیکھتے
ہماری دنیا۔ خود ایک ننھا سا سیارہ دکھائی دینے
لگی۔ پھر یہ سیارہ بھی غائب ہو گیا۔ اس کے بعد
خدا جانے کتنا وقت گذر گیا۔ چیف بوڑھا آدمی تھا
اس پر غشی طاری ہونے لگی۔ میں نے اسے آکسیجن
دی۔ لیکویڈ خوراک بھی دی مگر خلائی اثرات نے
اس کے اعصاب کو بے حد متاثر کیا تھا۔ وہ مر
گیا۔ اب میں مصنوعی سیارے میں اکیلی رہ گئی تھی۔
کئی راتیں کئی دن میری گھڑی کے حساب سے گذر
گئے۔ ہوا بند ہونے کی وجہ سے مصنوعی سیارے
کے اندر دباؤ نارمل تھا۔ ایک روز خلا میں ایک
لمبوترا راکٹ نظر آیا جس کی کھڑکیوں پر نیلی روشنی
ہو رہی تھی۔ یہ خلائی قزاقوں کا راکٹ تھا۔ انہوں
نے اپنی سکرین پر مجھے دیکھ لیا تھا۔ پھر وہ مجھے
مصنوعی سیارے میں سے نکال کر اپنے راکٹ
میں لے گئے۔ یہ لوگ خلائی قزاق ہیں۔ لیکن

خلائی سائنس میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ ان
کا سیارہ یہاں سے ایک نوری سال کے فاصلے
پر ہے جو خلا میں بہت ہی تھوڑا فاصلہ ہوتا
ہے۔ وہاں انہوں نے میرے خون اور الیکٹرون
اور جینز کا چیک اپ کیا اور پھر اس سیارے
پر لے آئے جہاں اس وقت میں تمہارے پاس
بیٹھی ہوں۔ میں ان کی زبان نہیں سمجھتی تھی لیکن
میں نے ایک سائنس سٹوڈنٹ ہونے کی حیثیت
سے اندازہ لگا لیا کہ یہ مجھ پر کوئی بھیانک تجربہ
کرنے والے ہیں۔ یہاں چار مینار والی زرد عمارت
کے اندر ان کی لیبارٹری ہے۔ یہاں انہوں نے مجھے
سٹریچر پر باندھ دیا اور سامنے سکرین پر کوئی ٹیپ
چڑھا کر اسے دیکھنے لگے۔ میں یہ دیکھ کر دنگ رہ
گئی کہ اس سکرین پر میری لاش پڑی تھی جو زرد ہو
کر پھول گئی تھی۔ چار خلائی آدمی میری لاش میں
شیشے کی نلکیاں ڈال کر اس میں سے سونے کے رنگ
کی کوئی دوائی نکال کر ایک بوتل میں بھر رہے تھے
انہوں نے ٹیپ بند کر دی اور اپنی زبان میں
کچھ کہا پھر انہوں نے مجھے کھول دیا اور دو آدمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیبارٹری سے نکال کر دریا کنارے لے گئے اور مجھے وہاں زندہ دفن کر دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم دیکھ چکے ہو۔"

لڑکی خاموش ہو گئی تو عنبر نے پوچھا:

"لیبارٹری میں کون کون موجود ہے؟"

"چار خلائی قزاق ہیں جو مجھے راکٹ میں بٹھا کر یہاں لائے تھے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اندر ایک اور خلائی آدمی بھی ہے جس کے ساتھ یہ فون پر بات کر لیتے تھے۔ شاید اس سے مشورہ لے رہے تھے۔"

عنبر نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہیں زمین میں زندہ دفن کر کے تمہارے مرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"ہاں" لڑکی نے کہا "میرا خیال ہے کہ وہ دو ایک روز بعد گڑھے سے میری پھولی ہوئی لاش نکالنے ضرور آئیں گے۔ کیوں کہ میں نے سکرین پر خود اپنی آنکھوں سے اپنی پھولی ہوئی لاش دیکھی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر ہماری دنیا کا کوئی آدمی یہاں کی زرد زمین میں زندہ دفن کر دیا جائے

تو اس کی لاش کے ساتھ اسی زمین کے بعض کیمیکلز اور گیسیں شامل ہو جاتی ہیں جو کوئی ایسا محلول لاش کے اندر تیار کر دیتی ہیں جس کی ان خلائی قزاقوں کو اشد ضرورت ہے۔"

لڑکی سائنس کی سٹوڈنٹ تھی اور فرانس کے خلائی مرکز میں کام کر چکی تھی۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ اس لڑکی کو ان خلائی لوٹیروں سے کیسے بچایا جائے۔ عنبر جانتا تھا کہ خلائی کمرے میں لڑکی محفوظ نہیں ہے۔ خلائی قزاق یہاں پہنچ کر اسے ہلاک کر سکتے تھے۔ اسے یہ بھی یقین نہیں تھا کہ ان لوگوں کی گن کی خلائی شعاع کا خود اس کے اپنے جسم پر کیا رد عمل ہو گا۔

فرانسیسی لڑکی کلارا بھی پریشان تھی کہنے لگی:

"تمہارا نام کیا ہے اور تم یہاں کیسے آ گئے۔ تم تو مجھے کوئی خلا باز نظر نہیں آتے۔"

عنبر نے کہا:

"میں خلا باز نہیں ہوں۔ لیکن جن لوگوں کے ساتھ دنیا کی تباہی کے بعد خلا میں فرار ہوا تھا وہ ضرور خلا باز تھے۔ میرے ساتھ بھی تمہارا ایسا ہی حادثہ پیش آیا تھا اور ہم خلا میں بچھڑ گئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور پھر ہمارے خلائی جہاز میں سے یہ خلائی کمرہ مجھے لے کر از خود اوپر کو شوٹ کر گیا اور میں خلا میں بھٹکتا بھٹکتا آخر اس سیارے کی کشش کی زد میں آ کر یہاں اتر پڑا۔ بس یہ ہے میری داستان۔"

عنبر نے کلارا سے ماریا کیٹی اور ناگ کے بارے میں کچھ نہ کہا۔ اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ بے چاری تو خود زندگی اور موت کی کش مکش میں پھنسی ہوئی تھی۔ اسے ماریا کیٹی ناگ سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

کلارا ابھی تک خوف زدہ تھی۔ کہنے لگی:

"دو دن کے بعد خلائی قزاق میری لاش کو گڑھے سے نکالنے آئیں گے۔ جب انہیں لاش نہ ملی تو وہ میری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔ ان کے پاس ایسے ریڈار اور دوسرے سائنسی آلات ہیں کہ میں جہاں بھی ہوں گی وہ میرا پتہ چلا لیں گے۔ اس طرح تم پر بھی آفت آ جائے گی۔"

عنبر بولا: "اب تو ہم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

کلارا نے کہا:

"پھر بھی ہمیں ابھی سے سوچ رکھنا چاہیے کہ ہم کہاں جائیں گے؟ کہاں چھپیں گے؟ اس سیارے پر میرا تو خیال نہیں کہ ہم کہیں چھپ سکیں۔"

عنبر نے کلارا سے پوچھا کہ اس کی خوراک کا کیا معاملہ ہے؟ کلارا نے کہا:

"میرے پاس خوراک کی گولیوں کی ایک ننھی شیشی ہے یہ میں اپنے چیف کے ساتھ پیرس کے خلائی مرکز سے لے کر چلی تھی۔ تمہارے پاس خوراک کی گولیاں ہیں؟"

عنبر نے یونہی کہہ دیا:

"ہاں۔ میرے پاس بھی خوراک کی گولیاں ہیں۔ ایک گولی مجھے دو روز تک کھانے پینے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔"

عنبر نے خلائی کمرے کی دیواروں پر نگاہ ڈال کر کہا:

"یہ خلائی کمرہ دور ہی سے ہمارا پتہ بتا سکتا ہے کہ ہم یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں اس کو جلا دینا چاہیے۔"

کلارا کہنے لگی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا خیال ہے کہ یہ ہمارے لیے ایک اچھا مورچہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ خلا میں سفر کر چکا ہے تو اس کی دیواریں بلٹ پُروف ہیں اور اس پر باہر سے کسی خلائی گن کے فائر کا بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔ ہم حملے کے وقت یہاں چھپ سکتے ہیں۔"

عنبر کو کلارا کا یہ خیال پسند آیا۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ عنبر نے خلائی کمرے کے اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ وہ بولا:

"میں تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہوں کلارا۔ ہم اس خلائی کمرے کو اسی طرح رکھیں گے۔"

کلارا نے کہا:

"لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس تو کوئی خلائی گن بھی نہیں ہے۔ ہم کس طرح خلائی قزاقوں کا مقابلہ کر سکیں گے؟ میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں یہاں سے دور کسی مقام پر جا کر چھپ جانا چاہیے۔"

عنبر بولا: "ہم یہاں سے دور کسی مقام پر چلے بھی گئے تو آخر وہاں کب تک چھپے رہیں گے؟ ایک نہ ایک روز ہمیں یہاں سے فرار ہونا ہی

ہوگا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس لیبارٹری کے قریب رہیں تا کہ موقع ملنے پر یہاں سے کوئی راکٹ اڑا کر فرار ہو سکیں۔"

کلارا کے ذہن میں یہ نکتہ آگیا:

"عنبر! تم درست کہہ رہے ہو۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم یہیں آس پاس بلکہ چار مینار والی لیبارٹری کے قریب کسی جگہ زمین میں خفیہ تہہ خانہ بنا لیں جہاں ہم چھپ کر کسی راکٹ کو اغوا کرنے کا منصوبہ تیار کر سکیں۔"

"اچھا خیال ہے۔" عنبر نے جواب دیا۔

کلارا بھی عنبر کی طرح اس سیارے پر پہلی بار آئی تھی۔ جب عنبر اسے اپنے ساتھ خلائی کمرے کی طرف لا رہا تھا تو وہ نیلم عقیق اور مرجان کے ٹیلے دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔ اتنے بڑے بڑے جواہرات اس نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے۔ عنبر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا:

"اگر اس مخلوق کے پاس جیسا کہ تمہارا خیال ہے کوئی ڈی ٹیکٹر کمپیوٹر ہوا تو وہ ہمارا زمین کے اندر بھی پتہ چلا لیں گے۔"

کلارا کا چہرہ فکر مند ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ ہو سکتا ہے ان کے پاس ایسا کوئی ڈٹی ٹیکٹر نہ ہو۔ لیکن ہمیں سوچنا اسی طرح چاہیئے۔"

عنبر نے کہا:

"ایک مقولہ ہے کہ بہترین محفوظ جگہ خطرے کے درمیان ہوتی ہے۔"

کلارا نے پوچھا:

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

عنبر بولا: "میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ تم اسی جگہ آرام کرو۔ میں کیوں نہ چار مینار لیبارٹری کا ایک چکر لگا آؤں۔ ہو سکتا ہے اس لیبارٹری کے اندر ہی ہمیں چھپنے کو کوئی محفوظ جگہ مل جائے۔"

کلارا کے تو خوف کے مارے ہونٹ خشک ہو گئے:

"بھئی تم بھی کمال کے آدمی ہو۔ بھلا دشمن کے گھر میں بیٹھ کر ہم کیسے محفوظ ہوں گے؟"

عنبر ہنس کر بولا:

"یہ تم نہیں جانتی ہو کلارا۔ مگر میں اس قسم کے

ہزاروں تجربوں میں سے گذر چکا تھا۔"

"ہزاروں تجربے؟" کلارا نے چونک کر سوال کیا۔

"کیا تمہاری عمر ایک ہزار سال ہے؟"

عنبر مسکرایا: "ایک ہزار سال بھلا میری عمر کیسے ہو سکتی ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ میں اس قسم کے کتنے ہی تجربوں سے گذر چکا ہوں۔"

کلارا نے مطمئن سی ہو کر دیوار سے ٹیک لگا دی پھر بولی:

"لیکن میں تمہیں خلائی قزاقوں کی لیبارٹری میں جانے کا مشورہ نہیں دوں گی۔ یہ بڑے سنگ دل لوگ ہیں۔ انسان کی جان کی ان کے نزدیک کوئی قیمت نہیں ہے۔ وہ چیونٹی کی طرح انسان کو مسل کر رکھ دیتے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا:

"ابھی رات کا اندھیرا ہے۔ اسی اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر میں لیبارٹری کا ایک جائزہ لے سکتا ہوں۔ پرسوں تو وہ ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے جب گڑھے میں انہیں تمہاری لاش نہیں ملے گی۔ اس لیے میری بات مان لو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور مجھے جانے دو۔ میں صبح تک واپس آ جاؤں گا
تم اسی کمرے میں چھپی رہو۔"

کلارا کو خلائی کمرے میں چھوڑ کر عنبر چار مینار والی خلائی لیبارٹری کی طرف چل پڑا۔ کلارا کو عنبر نے اپنی خفیہ اور غیر معمولی طاقت کے بارے میں بھی ابھی تک نہیں بتایا تھا۔

رات کے اندھیرے میں نیلم اور عقیق کے ٹیلوں کی دھیمی دھیمی چمک گھلی ہوئی تھی۔ عنبر بہت تیز تیز چل رہا تھا۔ تھکان تو اسے ہوتی نہیں تھی۔ اس نے قیمتی پتھروں کا میدان اور پھر سونے کے ذروں والا صحرا بھی عبور کر لیا اور زرد دریا کے کنارے آ گیا۔

دریا کے ساتھ ساتھ چلتا وہ چار مینار لیبارٹری کے عقب میں پہنچ گیا۔ راکٹ اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ چار مینار خلائی لیبارٹری کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ دیوار میں ایک خفیہ دروازہ راکٹ کی جانب تھا مگر وہاں راکٹ کھڑا تھا اور عین ممکن تھا کہ راکٹ کے اندر کوئی پہرے دار بیٹھا ہوا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس طرف سے بچتا ہوا خلائی لیبارٹری کی دوسری طرف نکل آیا۔

یہاں کافی اندھیرا تھا۔ نیلم کی پہاڑیوں کی روشنی یہاں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ یہ بات عنبر کے حق میں جاتی تھی۔ وہ پیچھے کی جانب سے دبے پاؤں چلتا خلائی لیبارٹری کی گول دیوار کے پاس آ گیا۔ کم بخت یہاں نہ تو کوئی کھڑکی تھی، نہ دروازہ اور نہ روشن دان۔ ایک بند مقبرہ سا بنا ہوا تھا اور اوپر چار لمبوترے مینار کھڑے تھے جن پر کہیں بھی روشنی نہیں ہو رہی تھی۔

عنبر کو اچانک یہاں باتیں کرنے کی بہت ہلکی آواز سنائی دی۔ اس نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیئے اندر سے کسی کی بلند آواز آئی:

"تجربہ ناکام ہوا تو ہمیں تمہیں زمین میں دفن کرنا ہوگا۔ سن لیا بڈھے تم نے؟"

اس کے بعد کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ کسی کی جوابی آواز سنائی نہ دی۔ اس جملے سے عنبر نے یہ نتیجہ نکالا کہ خلائی لیبارٹری میں کوئی ایسا بوڑھا آدمی بھی موجود ہے جس کو کلارا کے تجربے میں ناکامی کے بعد یہ لوگ ہلاک کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔

یہ بوڑھا کون تھا؟ عنبر نے سوچا۔ کلارا نے عنبر کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بتایا تھا کہ خلائی قزاق لیبارٹری میں کسی شخص سے فون پر بات کرتے رہے تھے۔ کیا اس آدمی کو بھی یہ خلائی قزاق زمین کے مدار سے پکڑ کر لائے ہیں کہیں ایسی بات تو نہیں کہ یہ بھی کوئی گمشدہ خلا باز ہو؟ کیونکہ ہماری زمین پر ایٹمی جنگ سے پہلے دو چار ایسے حادثے ہو چکے تھے کہ خلا باز اپنا خلائی جہاز لے کر زمین کے مدار میں گئے۔ انہوں نے سیٹلایٹ چھوڑا اور خلائی تجربوں میں مصروف ہو گئے پھر کسی ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے ان کا خلائی جہاز زمین کے مدار سے نکل گیا اور وہ خلا میں ہمیشہ کے لیے گم ہو گئے۔ جس طرح کہ کلارا کا خلائی جہاز مدار سے بھٹک کر گم ہو گیا تھا اور پھر اس جہاز میں ایک ہی خلا باز زندہ رہ گیا ہو اور خلائی قزاقوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔ خلائی قزاق اسے لیبارٹری میں لے آئے ہوں۔

عنبر کا یہ قیاس ہی تھا۔

لیبارٹری کے اندر سے پھر ایک آواز بلند ہوئی:

"اسے اپنے ساتھ لے چلو۔ یہاں اسے نہیں چھوڑنا۔ دو دن بعد لاش نکالنے آئیں گے تو اس بڈھے کو بھی ساتھ لیتے آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

کسی دوسرے خلائی قزاق نے کہا:

عنبر کو بھاری قدموں کی آوازیں دور جاتی سنائی دیں۔ وہ بھاگ کر لیبارٹری کے راکٹ والے احاطے کی طرف آ گیا اور زرد پتھروں کی ایک ڈھیری کے پیچھے چھپ کر لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ گول دیوار والا خفیہ دروازہ کھل گیا۔ اندر سے وہی چار خلائی آدمی باہر نکلے۔ ان کے ساتھ ایک لمبی ڈاڑھی اور سر کے لمبے بالوں والا ایک بوڑھا آدمی بھی تھا۔ اس بوڑھے نے لمبا لبادہ پہن رکھا تھا اور خلائی آدمی اسے بازوؤں سے پکڑ کر راکٹ کی طرف لے گئے۔ سب سے پہلے انہوں نے اسی بڈھے کو راکٹ میں سوار کرایا۔ اس کے بعد دو خلائی آدمی داخل ہو گئے۔ دو باہر رہ گئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا:

"تمہیں لڑکی کی قبر اور لیبارٹری کی حفاظت کے لیے چھوڑے جا رہا ہوں خیال رکھنا ہم پرسوں رات کو واپس آ جائیں گے۔ اسی رات گڑھے میں سے لڑکی کی لاش نکال کر تجربے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے لیے لیبارٹری میں لے جائی جائے گی"۔

اتنا کہہ کر تیسرا خلائی آدمی بھی راکٹ میں سوار ہو گیا۔ جو خلائی آدمی پیچھے رہ گیا تھا وہ تیزی سے لیبارٹری کی دیوار کے پاس آ گیا۔ راکٹ میں سے لٹو کی گھوکر ایسی آواز نکلی اور وہ اوپر اُٹھ کر خلا کی تاریکیوں میں گم ہو گیا۔

یہ سب کچھ عنبر کی نگاہوں کے سامنے ہوا تھا۔ اس اکیلے خلائی آدمی سے تو وہ نمٹ سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ اور کلارا بڑی آسانی اور آرام سے لیبارٹری کی تلاشی لے سکتے تھے۔ خلائی آدمی نے جب دیکھا کہ راکٹ خلاء میں غائب ہو چکا ہے تو وہ لیبارٹری کے اندر چلا گیا۔ اندر سے اس نے خفیہ بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا۔

اب عنبر سوچنے لگا کہ اس خلائی آدمی سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے؟ جب سے ان کا خلا کا سفر شروع ہوا تھا عنبر پر خلائی تابکاری اور خلائی گنوں کی شعاعوں کا مختلف اثر ہوا تھا۔ کسی پر حملہ کرنے سے پہلے اسے یہی خیال پریشان کرتا کہ اس کی خلائی گن کی شعاع کہیں اسے پتھر نہ بنا دے، کیوں کہ یہ بالکل ہی دوسری دنیا تھی۔ کائنات کے خلاؤں کی دنیا تھی۔ ہر قسم کے

اثرات، تابکاری اور شعاعی رد عمل ہوتا رہتا تھا۔ خدا جانے کس قسم کی شعاع کا اس کے جسم پر کیا اثر کرے؟

لیکن اس کے باوجود عنبر نے ہر جگہ اپنے قدم آگے ہی بڑھائے تھے۔ کسی جگہ بھی خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ یہاں بھی اس نے ایک ترکیب ذہن میں سوچی اور ریت کی ڈھیری کے پیچھے سے نکل کر بھاگ کر لیبارٹری کی گول زرد عمارت کے پاس آیا۔ دیوار میں وہ بٹن تلاش کر لیا جس کو دبا کر دروازہ کھلتا تھا۔

آہستہ سے بٹن دبایا اور بھاگ کر واپس ریت کی ڈھیری کے پیچھے جا چھپا۔ بٹن دبانے سے ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ تین سیکنڈ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ خلائی آدمی دوڑتا ہوا دروازے میں آیا اور حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ پریشان تھا کہ دروازہ کس نے کھولا ہے اور جس کسی نے بھی دروازہ کھولا ہے وہ خود کہاں ہے؟ اسے معلوم تھا کہ سوائے اس کے اپنے آدمیوں کے دوسرا کوئی بھی خفیہ دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اس نے بلند آواز میں کسی کا نام لے کر پکارا۔ وہ کسی اپنے خلائی ساتھی کو آواز دے رہا تھا لیکن وہاں اس کا کوئی ساتھی ہوتا تو جواب دیتا۔

جب کسی جانب سے جواب نہ ملا تو خلائی آدمی چوکس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گیا۔ اس نے خلائی گن ہاتھ میں پکڑ لی۔ اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا جس طرف کلارا کی قبر تھی اس طرف چلنے لگا۔ شاید اس کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ جس لڑکی کو انہوں نے گڑھے میں زندہ دفن کر دیا تھا وہ کسی طریقے سے باہر نکل آئی ہے اور اسی نے دروازے کا بٹن دبا دیا ہے۔

عنبر بھی ریت کی ڈھیری کی اوٹ سے نکل کر دوسری طرف سے رینگتا ہوا کلارا کی قبر کی طرف بڑھا۔

O

خلائی قزاق

سنسان خلائی رات نیم روشن تھی۔

عنبر خلائی آدمی سے بیس قدم کے فاصلے پر ریت پر پیٹ کے بل لیٹا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جھک کر کلارا کی نقلی قبر کو دیکھا۔ ہاتھ سے دو تین پتھر ادھر اُدھر کیے۔ پھر جلدی جلدی قبر کھودنی شروع کر دی۔ فوراً ہی اسے پتہ چل گیا کہ گڑھے میں کلارا کی لاش نہیں ہے۔ وہ بھاگ گئی ہے۔ خلائی آدمی گھبرا کر واپس لیبارٹری کی طرف دوڑا۔ شاید وہ اپنے دوسرے سیارے پر خلائی قزاقوں کو سگنل پر اطلاع دینا چاہتا تھا کہ قبر سے لاش غائب ہے۔

یہ بات عنبر کے لیے خطرناک تھی۔ کیوں کہ یہ پیغام وصول ہونے کے بعد خلائی قزاقوں کا وہاں پہنچ جانا لازمی تھا۔ اس طرح سے عنبر کو لیبارٹری کی تلاشی کے لیے دو دن نہیں مل سکتے تھے اور لیبارٹری کی تلاشی سے ممکن تھا کہ

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے اپنے فائدے کی کوئی چیز مل جاتی جس کی مدد سے وہ کلارا کو لے کر اس منحوس سیارے سے فرار ہو سکتا۔ عنبر کے لیے اب اس خلائی قزاق پر حملہ کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ عنبر نے منہ دریا کی طرف کر کے ایک عجیب سی کسی جانور کی آواز نکالی اور وہیں منہ نیچے کر لیا۔

خلائی قزاق دوڑتے دوڑتے ایک دم رک گیا۔

پیچھے مڑ کر اس نے خلائی گن کا فائر داغ دیا۔ شین کی آواز کے ساتھ گن کی نیلی شعاع ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ دریا کی طرف ریت کے ٹیلے سے ٹکرائی۔ وہاں نیم روشن رات میں غبار سا بلند ہوا۔ خلائی قزاق دریا کی طرف چلنے لگا۔ وہ ذرا آگے کو جھکا ہوا چل رہا تھا۔ جب وہ عنبر سے پانچ چھ قدموں کے فاصلے پر سے آگے نکل گیا تو عنبر نے اس پر بے اختیار چھلانگ لگا دی۔ وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہٹا۔ مگر عنبر کے بوجھ کی وجہ سے وہیں گر پڑا۔ اس کا خلائی گن والا ہاتھ اوپر کو اٹھا، لیکن اسے تو عنبر پہلے ہی قابو کر چکا تھا۔ مگر خدا جانے اس خلائی قزاق میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھی کہ اس نے خلائی گن کے گرنے سے پہلے عنبر پر فائر کر دیا۔ نیلی شعاع عنبر کے جسم سے ٹکرائی اور دوسری طرف سے نکل گئی۔

عنبر نے اپنے جسم کو دیکھا۔ عنبر کے پیٹ میں ایک سوراخ ہو گیا تھا۔

خلائی قزاق نے دوسرا فائر کرنے کے لیے زمین پر سے خلائی گن اٹھانی چاہی تو عنبر نے اس کی گردن پر ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ وہ عنبر کے ہاتھ کی تاب نہ لا سکا۔ اور منہ کے بل اس طرح گرا کر پھر نہ اٹھ سکا۔ اس کی گردن کی ہڈی کے شاید تین ٹکڑے ہو گئے تھے۔ عنبر کو یقین نہیں تھا کہ خلائی قزاق اتنی جلدی مر جائے گا۔ اس نے اس کی لاش کو کھینچ کر لیبارٹری کے اندر لے جا کر ڈال دیا۔

لیبارٹری میں دودھ ایسی روشنی ہو رہی تھی۔ خوبصورت صاف ستھرا سفید فرش چمک رہا تھا۔ اونچی گنبد نما چھت میں ستارے جڑے ہوئے تھے جو ہلکی روشنی دے رہے تھے۔ سنگ مرمر ایسی سفید دیواروں کے ساتھ شیشے اور ایلومینیم کی الماریاں لگی تھیں جن میں قسم قسم کے آلات، مہریں، نلکیاں، بوتلیں اور کمپیوٹر رکھے تھے۔ بیچ میں سنگ مرمر کی ایک میز رکھی تھی جس کے اوپر شیشے کا فانوس لٹک رہا تھا۔

عنبر نے سوچا کہ کیوں نہ اس خلائی قزاق کا لباس خود

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہن لے۔ کیوں کہ یہ خلائی لباس ایسا تھا کہ اس میں خلا باز کا پورا منہ زرد نقاب میں چھپا رہتا تھا۔ چنانچہ عنبر نے اپنے کپڑے اتار کر خلائی قزاق کو پہنائے اور اس کی زرد خلائی وردی خود پہن لی اور اپنی پیٹی کے ساتھ خلائی گن اُڑس لی۔

اب اس نے خلائی قزاق کی لاش کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا۔ لیبارٹری سے باہر نکل کر بٹن دبا کر دروازہ بند کیا اور سیدھا زرد دریا پر پہنچ کر لاش کو دریا میں پھینک دیا۔ رات کے اندھیرے میں دریا کی زرد لہریں خلائی قزاق کی لاش کو لے کر آگے بڑھ گئیں۔

عنبر وہاں سے سیدھا کلارا کی طرف دوڑا۔ ابھی رات ہی تھی، لگتا تھا کہ رات اس سیارے پر بھی بڑی لمبی تھی۔ خلائی کمرے کا دروازہ بند تھا۔ کلارا شاید اندر سو رہی تھی۔ عنبر نے دروازے پر دستک دی۔

اندر سے آواز آئی: "کون ہے؟"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ کلارا نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ اسے تو یقین تھا کہ سوائے میرے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جونہی اس کی نظر اپنے سامنے خلائی قزاق پر پڑی، تو وہ چیخ مار کر ایک طرف کو بھاگی۔

عنبر خلائی قزاق کے زرد لباس میں تھا اس لیے کلارا ڈر کر بھاگ اٹھی۔

عنبر نے فوراً ہی پیچھے سے آواز دی:

"کلارا! یہ میں ہوں عنبر۔ واپس آ جاؤ۔"

کلارا اگرچہ رُک گئی۔ مگر پھر بھی وہ وہیں کھڑی ٹک ٹک کی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ عنبر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ دوبارہ بھاگنے لگی تھی کہ عنبر نے چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا۔

"کلارا یہ میں ہوں عنبر۔"

اور پھر عنبر نے اسے ساری کہانی سنائی، کلارا بڑی خوش ہوئی کہ عنبر نے ایک خلائی قزاق کو جان سے مار دیا اور اس کی وردی خود پہن لی۔

"یہ ہمیں بہت فائدہ پہنچائے گی عنبر! چلو اب ہم لیبارٹری کو چل کر دیکھتے ہیں۔"

وہ دونوں لیبارٹری والی عمارت کی طرف روانہ ہو گئے۔ عنبر نے کلارا سے پوچھا کہ اس نے تو لیبارٹری کو پہلے بھی دیکھا ہو گا۔

کلارا نے کہا:

"میں تو نیم بے ہوش اور گھبراہٹ میں وہاں آئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ اندر سنگ مرمر کی میز اور شیشے کی الماریاں تھیں۔"

"ہاں۔ میں نے بھی یہی کچھ دیکھا ہے۔"

پھر عنبر نے کلارا سے پوچھا:

"یہ جو بڈھا سائنس دان ہے یہ کون ہے؟ اور خلائی قزاق اسے تمہاری جگہ اپنے تجربے کی ناکامی کے بعد کیوں استعمال کرنا چاہتے ہیں؟ کیا اس کا تعلق بھی کہیں ہماری زمین سے تو نہیں ہے؟"

کلارا نے کہا:

"میری اس بوڑھے سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں جب لیبارٹری میں لائی گئی تھی تو خلائی قزاق نے اس کے ساتھ فون پر ہی بات کی تھی اب تم نے بتایا ہے تو میں بھی سوچتی ہوں کہ ہو سکتا ہے یہ بھی کوئی بھٹکا ہوا خلا باز ہو۔"

عنبر بولا: "میرا بھی دل یہی گواہی دیتا ہے۔ بہرحال اب جو معاملہ پیش آئے گا اس کے مطابق ہی کوئی فیصلہ کریں گے۔"

اسی طرح چلتے ہوئے عنبر اور کلارا چار مینار لیبارٹری

والی عمارت کے پاس پہنچ گئے۔ عنبر نے آگے بڑھ کر دیوار میں لگا خفیہ بٹن دبا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔ دونوں لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور دروازہ پیچھے بند کر دیا۔

کلارا ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"عنبر! یہ لوگ خلائی ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ ایسے ایسے آلات اور سپیئر پارٹس اور کمپیوٹروں کے فارمولے یہاں دیکھ رہی ہوں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میری سمجھ میں ہی نہیں آرہے حالانکہ میں خلائی سائنس کی سٹوڈنٹ رہ چکی ہوں۔"

عنبر بھی لیبارٹری میں گھوم پھر کر چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک شئے اٹھا کر دیکھتا اور پھر وہیں رکھ دیتا۔

اچانک عنبر کو اپنے پیٹ کے سوراخ کا خیال آیا جو خلائی قزاق کی گن فائر کرنے سے پڑ گیا تھا۔ اب تو عنبر کے جسم پر وردی فٹ تھی۔ پھر بھی عنبر نے اپنے پیٹ پر فائر والی جگہ پر انگلی رکھی تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے پیٹ کا سوراخ موجود ہے۔

وہ تھوڑا پریشان ہوا۔ کیوں کہ اس سوراخ کو بند ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن خدا جانے شعاع کا کیا ردِعمل ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا اس کے جسم سے ٹکرانے کے بعد۔ کلارا نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ تم اپنے پیٹ کو انگلی سے کیوں دبا رہے ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"کچھ نہیں۔ ہلکا سا درد ہو رہا تھا۔"

"لاؤ میں دیکھوں۔ میں درد کا علاج مالش کرنے سے کر لیتی ہوں۔"

عنبر نے جلدی سے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا:

"نہیں نہیں کلارا۔ تھینک یو۔ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ اب کوئی درد نہیں ہے۔"

کلارا بھی مسکرانے لگی۔

اس وقت دونوں لیبارٹری کے کونے والی الماری میں رکھے مختلف کمپیوٹروں کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ یہ کمپیوٹر عجیب و غریب قسم کے تھے اور ان پر ہندسوں کی جگہ تکونی شکلیں سی ابھری ہوئی تھیں۔ کلارا نے ایک کمپیوٹر کو اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہلایا تو جیسے دیوار میں کسی خفیہ گراری کے گھومنے کی آواز آنے لگی:

گھرر گھرر گھرر۔

کلارا اور عنبر نے ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھا۔ پھر کونے میں اپنے آپ فرش کی ایک سِل ایک طرف کو ہٹ گئی۔

عنبر نے کہا:

"نیچے۔ نیچے بھی کچھ ہے کلارا۔ چلو نیچے چل کر دیکھتے ہیں۔"

عنبر نیچے اترنے لگا تو کلارا نے اسے پیچھے کھینچ لیا:

"عنبر! ٹھہرو۔ پہلے یہ دیکھ لوں کہ تہہ خانے کا دروازہ یہاں سے بند ہو کر کھلتا ہے کہ اندر سے۔"

کلارا نے کمپیوٹر کو دوبارہ دوسری طرف کھسکایا تو سِل واپس فرش پر اپنی جگہ پر آ گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دروازہ باہر ہی سے آ کر بند کرنا ہو گا۔ اگر اندر سے بند ہوتا تو ہم اندر ہی قید ہو جاتے کیونکہ اسے دوبارہ کھولنے کے بٹن کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے۔"

"کلارا تم واقعی سائنس کی سٹوڈنٹ ہو۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں زینہ اتر گئے۔

نیچے ایک نیچی چھت اور محرابی ستونوں والا ایک کھلا کمرہ تھا جہاں دیوار کے ساتھ ایلومینیم کی ایک چوکور الماری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھی تھی۔ اس الماری پر شیشے کا فریم چڑھا ہوا تھا سامنے والی دیوار پر ایک گول سکرین لگی تھی۔ یہ سکرین دیوار کے پتھر پر ہی بنی ہوئی تھی۔

اس کے علاوہ وہاں ایک سفید پتھر کی میز اور چار پتھر کی پرانے طرز کی کرسیاں پڑی تھیں۔ دیوار پر جہاں سکرین بنی تھی اس کے اوپر ایک عجیب قسم کی گھڑی لگی تھی جس کی کئی ایک لال پیلی سوئیاں تھیں۔ کلارا اور عنبر بڑی دلچسپی سے ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگے عنبر ایلومونیم کی شیشے کے فریم والی الماری کے قریب آیا دیکھا کہ الماری میں چار شیلف بنے تھے۔ ہر شیلف میں وڈیو کیسٹ قسم کے پلاسٹک کے کیسٹ ایک دوسرے کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

عنبر نے کہا:

"کلارا — یہ وڈیو کیسٹ معلوم ہوتے ہیں۔"

کلارا نے انہیں جھک کر دیکھا اور بولی:

"ہاں یہ وڈیو کیسٹ ہی ہیں۔ مگر یہاں ٹی وی اور وی سی آر کہیں نظر نہیں آ رہا۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہ وڈیو کیسٹ کس قسم کے ہوں گے۔ کس کے

ہوں گے کلارا — ظاہر ہے یہاں ایڈین یا پاکستانی فلموں کے کیسٹ تو نہیں ہو سکتے۔"

کلارا کہنے لگی:

"ہو سکتا ہے ان کے خلائی تجربوں کے کیسٹ ہوں اور یہاں لیبارٹری میں اسے سامنے والی سکرین پر دیکھا جاتا ہو۔"

"ہوں۔" عنبر بولا۔ "لیکن یہ لوگ دیکھتے کیسے ہیں؟ یہاں تو وی سی آر بھی نہیں ہے۔"

کلارا نے کہا:

"ہو سکتا ہے وی سی آر ساتھ لے آتے ہوں۔"

ایک طرف دیوار میں فون لگا تھا۔

کلارا نے کہا:

"معلوم ہوتا ہے یہاں بوڑھا بیٹھتا ہو گا۔ کیونکہ یہاں فون بھی لگا ہے اور لیبارٹری میں اس روز خلائی قزاق اسی کمرے میں بوڑھے کو فون کر رہا تھا۔"

عنبر نے کہا:

"ارے بابا! ہمیں ان وڈیو کیسٹوں سے کیا لینا ہے۔ ہمیں تو کوئی ایسی چیز چاہیے کہ جو ہمیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں سے فرار کروانے میں ہماری مدد کر سکے:
کلارا کرسی پر بیٹھ گئی:

"عنبر! ان لوگوں نے یہاں کوئی راکٹ بھی نہیں رکھا۔ ان کے راکٹ دوسرے سیارے پر ہوتے ہیں۔ وہاں میں کئی راکٹ دیکھ چکی ہوں:"

"اب وہاں کیسے جایا جائے؟" عنبر نے کہا: "بہرحال اب لگتا ہے کہ ہمیں راکٹ اغوا کرنے کے لیے دوسرے سیارے پر ہی جانا پڑے گا:"

پھر وہ کلارا کے قریب دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی کہنی میز کے کنارے پر رکھ دی اور کہا:

"کلارا! ایک بات ہو سکتی ہے۔ جس راکٹ میں خلائی قزاق یہاں آئیں ہم اسی راکٹ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں:"

"اچھا خیال ہے:" کلارا نے کہا: "لیکن یہ لوگ اتنے احمق نہیں ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ تم نے خلائی قزاق کو کیسے ہلاک کر دیا۔ یہ لوگ تو بڑے چوکس، ہوشیار ہیں اور ان کے خلائی گن کے وار سے کبھی کوئی نہیں بچا۔ میں ان کے سیارے پر ان کو دشمن سے لڑتے دیکھ چکی ہوں:"

عنبر نے کہا:

"بس۔ میری قسمت اچھی تھی کہ بچ گیا۔ اس کو فائر کرنے کا میں نے موقع ہی نہیں دیا۔ پتھر اٹھا کر اوپر سے اس کے سر پر ایسا مارا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اگر گن فائر کر دیتا تو میں کہاں زندہ ہوتا اس وقت:"

اس وقت بھی عنبر کو احساس تھا کہ اس کے پیٹ میں خلائی قزاق کی گن فائر سے سوراخ ہو چکا ہے۔ اس نے کلارا کی آنکھ بچا کر اپنے پیٹ پر انگلی پھیری کہ شاید سوراخ بند ہو گیا ہو مگر سوراخ اسی طرح موجود تھا۔

اچانک اس کی کہنی میز پر سے پھسل گئی اور میز کا اوپر والا ٹکڑا ایک طرف سے نیچے ہو کر دوبارہ اوپر آ گیا۔ کلارا اور عنبر میز کی سطح کو دیکھ کر دنگ سے ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ میز کی سطح جب نیچے سے گھوم کر اوپر آئی تھی تو اب وہاں ایک ایلومونیم کا چمکتا ہوا ایک چھوٹا سا وی سی آر قسم کا ڈبہ پڑا تھا۔ جو میز کی سطح سے جڑا ہوا تھا۔

"عنبر! یہ تو وی سی آر ہے۔ میرا خیال ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی وی سی آر پر یہ لوگ تجرباتی وڈیو ٹیپ دیکھتے ہوں گے"۔

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا:

"اگر یہ بات ہے تو پھر اسے میز کے نیچے چھپا کر رکھنے کی کیا ضرورت تھی"۔

کلارا شیشے کی الماری والے شیلف کی طرف بڑھ کر بولی:

"اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں، ابھی ایک وڈیو ٹیپ لگا کر دیکھ لیتے ہیں کہ یہ کس قسم کی فلم ہے"۔

الماری آٹو میٹک تالے سے بند تھی۔

لیکن عنبر کے لیے اسے کھولنا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ اس نے الماری کے شیشے کو ایک طرف سے پکڑ کر ذرا سا کھینچا۔ شیشے کا دروازہ کھل گیا۔ کلارا عنبر کی طرف حیرانی سے تکنے لگی:

"تمہارے پاس کوئی خفیہ طلسم ہے کیا عنبر؟ یہ آٹو میٹک لاک تو کبھی نہیں کھل سکتا؟"

عنبر مسکرا کر بولا:

"میں نے اپنی زمین پر ایک تالا کھولنے والے کی شاگردی کی تھی۔ یہ گر اسی نے مجھے بتایا تھا"۔

کلارا الماری کھول کر شیلف میں سے وڈیو ٹیپ نکال کر دیکھتی ہوئی بولی:

"عنبر بھائی! یہ گر مجھے بھی سکھا دو۔ بڑے کام آئے گا میرے"۔

عنبر نے مذاق کرتے ہوئے کہا:

"کیا واپس زمین پر جا کر لوگوں کی تجوریاں کھولنے کا پروگرام بنا رہی ہو کلارا؟"

کلارا بولی: "اپنی زمین پر تو ایٹمی جنگ نے سب کو تباہ کر دیا ہو گا۔ وہاں تو کچھ بھی نہیں بچا ہو گا۔ نہ میرا گھر نہ میرے ماں باپ"۔

اور کلارا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

عنبر نے یونہی اسے حوصلہ دینے کے لیے کہا:

"ارے نہیں بہن کلارا۔ زمین پر اتنی تباہی نہیں مچی تھی۔ فرانس تو کہتے ہیں کہ بچ گیا ہے"۔

"سچ"۔ کلارا نے خوش ہو کر کہا: "کیا فرانس پر ایٹم بم نہیں گرا؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرانس تو یورپی ممالک کے پیکٹ میں شامل تھا"۔

عنبر نے کہا:

"ارے چھوڑو ان باتوں کو۔ میں نے جو کہا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرانس میں کچھ نہیں ہوا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ وڈیو ٹیپ کیسے ہیں۔"

کلارا کے ہاتھ میں دو تین وڈیو ٹیپ تھے جو چھوٹے پاکٹ بک سائز کے تھے۔ ان کے باہر خلائی زبان میں کچھ لکھا تھا۔ عنبر چونکہ دنیا کی ہر زبان پڑھ لیتا تھا، سمجھ لیتا تھا اور بول لیتا تھا اس لیے اس نے وڈیو ٹیپ اپنے ہاتھ میں لے لیے اور بولا:

"میں نے خلائی زبان کا چھوٹا سا کورس پورا کیا تھا پاکستان کے ایک اسکول میں۔"

کلارا نے حیرانی سے کہا:

"کیا پاکستان میں خلائی زبان بھی سکھائی جاتی ہے؟"

"کیوں نہیں۔ میں نے باقاعدہ ایک سال کا کورس کیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ دیکھو، میں یہ خلائی تحریر پڑھ سکتا ہوں۔"

"کیا لکھا ہے اس ٹیپ پر؟" کلارا نے ایک ٹیپ پر انگلی رکھ کر کہا:

عنبر نے ٹیپ پر جو کچھ لکھا ہوا تھا وہ پڑھ لیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہاں جو کچھ لکھا ہے وہ کس حد تک درست ہو سکتا ہے۔ اور اگر درست ہے تو پھر

ان لوگوں نے یہ وڈیو ٹیپ کس مقصد کے لیے یہاں رکھے ہوئے ہیں۔

"کیا لکھا ہے عنبر؟" کلارا نے دوبارا پوچھا: "تم کیا سوچ رہے ہو۔ بتاتے کیوں نہیں؟"

عنبر نے کہا:

"اس ٹیپ پر لکھا ہے: یونان۔ ۵۰۰ قبل مسیح۔"

"کیا مطلب؟" کلارا نے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

عنبر سب کچھ سمجھ گیا تھا۔ یہ وڈیو ٹیپ اصل میں تاریخ کے بعض پرانے زمانے کے واقعات کا ریکارڈ تھا۔ ان وڈیو ٹیپوں میں پرانے زمانے کے واقعات کے عکس کو بند کر دیا گیا تھا۔ یہ عکس محض فلم نہیں تھی بلکہ سارے کے سارے واقعات اور ان واقعات کے کردار زندہ تھے۔ جیتے جاگتے تھے۔ دوسری ٹیپ پر: مصر ۱۵۰۰ قبل مسیح لکھا تھا۔ کسی ٹیپ پر جنگ عظیم دوئم ۱۹۴۵ء اور کسی پر آخری ایٹمی جنگ ۱۹۸۶ء لکھا تھا۔ عنبر نے وڈیو ٹیپ کلارا کو دیتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے یہ پرانے زمانے کے واقعات کی فلمیں ہیں۔"

"فلمیں؟ کلارا مزید حیران ہو کر بولی: "انھوں نے ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیارے پر بیٹھ کر یہ آج سے ہزاروں برس پرانے زمانے کی فلمیں کیسے تیار کر لیں؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"کلارا خلائی سائنس کی سٹوڈنٹس تم ہو اور پرابلم مجھے حل کرنی پڑ رہی ہے۔"

"کون سی پرابلم؟"

عنبر بولا: "یہی وڈیو ٹیپوں کی پرابلم۔ سنو۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ ہمیں کوئی چیز محض اس لیے نظر آتی ہے کہ اس شے کا عکس روشنی کی وجہ سے ہماری آنکھوں میں پڑتا ہے۔ یہ بھی تم جانتی ہو گی کہ سورج کی یا چاند کی روشنی جب ہماری زمین پر پڑتی ہے تو اس زمین پر جو واقعات ہو رہے ہوتے ہیں ان کا عکس لے کر اوپر اٹھتی ہے اور روشنی کی رفتار یعنی ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار فی سیکنڈ کی رفتار، ان واقعات کو لے کر خلا کی طرف سفر شروع کر دیتی ہے۔ روشنی کی رفتار کے ساتھ ہماری زمین پر گذرنے والے واقعات کی فلم ساری کائنات میں جہاں جہاں ہماری زمین کے سیارے کی چمک نظر آتی ہے پھیل

جاتی ہے۔ اب اگر کوئی خلا باز کسی دور دراز سیارے میں بیٹھا ہو اور اس کے پاس اس قسم کا کیمرہ ہو کہ وہ روشنی کی کرنوں کے ساتھ برقی رفتاری سے خلا میں سفر کرنے والے ہماری زمین کے واقعات کے کتنے ہی وڈیو کیسٹ یعنی وڈیو ٹیپ تیار کر سکتا ہے اور انہیں اپنے وی سی آر پر دیکھ بھی سکتا ہے۔ گویا یہ ایک طرح سے زمین پر گذرے ہوئے واقعات کو ایک بار پھر دیکھنے کے برابر ہو گا۔ زمین کی روشنی اس وقت سے خلا میں سفر کر رہی ہے جب سے ہماری کائنات بنی ہے اور اس روشنی میں لاکھوں، ہزاروں سال پہلے زمین پر گذرے ہوئے واقعات بھی سفر کر رہے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص خلا میں کھربوں نوری سال کے فاصلے پر کسی ایسے سیارے پر جا کر بیٹھ جائے جہاں ابھی ہماری زمین کی واقعات سے بھرپور روشنی نہیں پہنچی تو جب یہ روشنی وہاں تک پہنچے گی تو وہ آدمی ہماری زمین پر گذرے ہوئے لاکھوں سال پرانے واقعات سے لے کر اب تک کے تمام واقعات دیکھ سکے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کلارا نے اپنا سر تھام لیا:

"اُف! خدایا توبہ! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ عنبر بھائی۔ بند کرو اس لیکچر کو"۔

عنبر مسکرانے لگا۔

کلارا نے ایک ٹیپ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا:

"چلو۔ اگر میں تمہارا نظریہ مان بھی لوں تو یہ بتاؤ کہ محض فلم ہی ہوئی۔ اصلی واقعات تو نہیں ہوں گے نا؟"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"یہی تو سب سے بڑی بات ہے۔ دنیا کی فلم اور تاریخ کی اس خلائی فلم میں یہی فرق ہے کہ اس فلم کے واقعات زندہ اور جیتے جاگتے کردار ادا کر رہے ہوں گے"۔

کلارا نے کہا:

"یعنی ہم ان لوگوں سے بات چیت کر سکیں گے؟"

عنبر بولا: "باہر رہ کر بات چیت نہیں کر سکیں گے ہاں اگر ہم بھی ان کے زمانے کا ایک حصہ بن جائیں اور ان کے واقعات میں چھلانگ لگا کر داخل ہو جائیں تو ہم ان کے ساتھی بن جائیں گے

ان سے بات کر سکیں گے۔ ان کی بات سن سکیں گے"۔

کلارا اگرچہ سائنس کی سٹوڈنٹ رہ چکی تھی مگر یہ فارمولا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ اس نے عنبر سے کہا:

"۱۹۷۰ عیسوی میں میں پیرس کے کالج آف سائنس میں پڑھا کرتی تھی۔ میری ایک بڑی پیاری سہیلی لوسی ہوتی تھی۔ ایک روز ہم پکنک منانے جنگل میں گئے۔ لوسی بھی ہمارے ساتھ تھی۔ ہم جھیل میں نہانے لگے۔ میں نہا کر باہر آ گئی۔ لوسی تھوڑی دیر بعد پھر نہانے کے لیے جھیل میں اتر گئی۔ بس اس کے بعد وہ جھیل سے باہر نہ آ سکی۔ وہ وہیں ڈوب کر مر گئی۔ کیا میں ۱۹۷۰ء کے پیرس کے زمانے کا وڈیو ٹیپ دیکھ سکتی ہوں؟"

عنبر نے کہا:

"اگر ان وڈیو ٹیپوں میں دوسری جنگ عظیم کے بعد کی کوئی وڈیو فلم ہے تو اس میں یہ حصہ چلا کر دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر تم کس لیے یہ سب کچھ دیکھنا چاہتی ہو؟"

کلارا نے جلدی سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دراصل میں۔ میں اپنی والدہ سے بھی ملنا چاہتی ہوں۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"کلارا۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم ان واقعات میں اگر خود بھی چلی جاؤ تو تم اس عہد کے کسی کردار کو نظر نہیں آؤ گی۔ تم ان کو دیکھ رہی ہو گی مگر وہ نہ تو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور نہ تمہاری آواز ہی سن سکیں گے۔ کیونکہ وہ تاریخ کے کردار ہیں۔ واقعات اصل میں ان کے ساتھ گذر رہے ہیں اور تم اگلے زمانے میں سے، ان واقعات کو گذار کر واپس ان کے درمیان آئی ہو۔"

کلارا زچ سی ہو کر بولی:

"اچھا بھائی۔ میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔ تم مجھے ایک بار ان لوگوں کے درمیان پہنچا دو۔ بیشک تم بھی میرے ساتھ چلنا۔"

عنبر بولا: "میں تو تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا مجھے تو جانا ہی پڑے گا۔"

کلارا ایک دم سے بول اٹھی:

"مگر عنبر! ہمیں وہاں کتنی دیر لگ جائے گی۔ میرا مطلب ہے ہم واپس کل تک آ جائیں گے ناں؟ اور کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اسی طریقے سے اس منحوس سیارے سے فرار ہو کر اپنی زمین پر جائیں اور پھر واپس نہ آئیں۔"

عنبر نے کہا:

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ہم ان واقعات سے بچھڑ چکے ہیں۔ الگ ہو کر بہت آگے نکل آئے ہیں۔ اور فکر نہ کرو۔ اگر تم دنیا میں ایک سال رہ کر بھی واپس یہاں آؤ گی نا تو یہاں مشکل سے ایک سیکنڈ ہی گذرا ہو گا۔"

کلارا کی سمجھ گڈ مڈ ہو رہی تھی۔ کچھ سمجھ آ رہا تھا۔ کچھ بالکل ہی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

اس کے دل میں اپنی والدہ اور اپنی مری ہوئی پیاری سہیلی لوسی کو دیکھنے کی خواہش اتنی شدت سے بیدار ہوئی کہ اس نے شیلف کی وڈیو فلموں میں سے ۱۹۷۰ء کے واقعات کی فلم ٹیپ تلاش کرنی شروع کر دی۔ عنبر بھی اس کی مدد کر رہا تھا۔ وڈیو فلم کے ٹیپ وہاں اتنے زیادہ نہیں تھے۔ بہت جلد انہیں ۱۹۴۵ء یعنی دوسری عالمی جنگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ختم ہونے کے بعد سے لے کر ایٹمی جنگ شروع ہونے تک کے واقعات کی ایک فلم ٹیپ مل گئی۔

عنبر نے اسے وی سی آر پر چڑھا دیا۔

وہ بٹن دبانے لگا تو کلارا نے دل پر ہاتھ رکھکر کہا:

"عنبر بھائی! میرا دل دھڑکنے لگا ہے۔ کیا میں اس فلم میں گذرے ہوئے واقعات کو ایک بار پھر زندہ اور حقیقی حالت میں گذرتے دیکھوں گی؟"

عنبر نے کہا:

"ہاں کلارا۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ کیونکہ یہ کوئی فلم نہیں ہے بلکہ اس کے اندر گذرے ہوئے تمام واقعات اپنی تمام آوازوں، خوشبوؤں اور دھڑکتے دلوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ میں بٹن دبا رہا ہوں۔"

کلارا نے عنبر کا بازو تھام لیا۔ عنبر نے محسوس کیا کہ کلارا کا جسم واقعی کپکپا رہا تھا۔ عنبر نے اسے کہا کہ وہ اب بھی اپنا فیصلہ واپس لے لے اور فلم نہ دیکھے۔ مگر کلارا نے ایک بار پھر حوصلہ کرتے ہوئے کہا:

"نہیں نہیں عنبر میں اپنی والدہ اور اپنی سہیلی لوسی کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتی ہوں۔"

عنبر نے وی سی آر کا بٹن دبا دیا۔

وی سی آر کے نیچے ایک سوراخ روشن ہو گیا۔ اس میں سے روشنی کی کرنیں نکل کر سامنے دیوار پر بنی "دل" سکرین پر پڑیں تو وہاں ایک منظر ابھر آیا۔ یہ ۱۹۷۰ء کے فرانس کا پیرس تھا۔ کلارا نے اپنا گھر پہچان لیا۔ اس کی ماں کچن میں پلیٹیں رومال سے خشک کر کے شیلف میں لگا رہی تھی۔ اس کا باپ آرام کرسی پر پائپ منہ میں دبائے بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔

کلارا نے عنبر کا بازو دبا کر جذباتی آواز میں کہا:

"عنبر! یہ میرے ڈیڈی اور ممی ہیں۔"

سین بدل گیا۔ اب سکرین پر ایک سڑک کا منظر آ گیا۔ جس کی دونوں جانب سفیدے کے خوبصورت درختوں نے سایہ کر رکھا تھا۔ اس سڑک پر سے ایک سپورٹس کار گذر رہی تھی۔ کلارا نے دیکھا کہ اس میں وہ خود، اس کی سہیلی لوسی اور دو سہیلیاں بیٹھی ہیں۔

"عنبر! یہ دیکھو۔ یہ میری سہیلی لوسی ہے جو جھیل میں ڈوب کر مر گئی تھی۔ یہ اسی روز کی فلم ہے۔ جب ہم پک نک منانے جا رہے ہیں۔ عنبر! کیا میں اس زمانے میں داخل ہو سکتی ہوں؟"

"کیوں نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ تمہیں کسی واقعے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں دخل نہیں دینا ہو گا ۔ ایک تماشائی کی طرح جو کچھ ہو رہا ہے اسے خاموشی سے دیکھتی جاؤ گی ۔ اگر یہ وعدہ کرو تو میں تمہیں اپنے ساتھ اس زمانے میں لے جا سکتا ہوں "۔

"میں وعدہ کرتی ہوں ۔ کسی معاملے میں دخل نہیں دوں گی "۔

کلارا نے جب عنبر کو یقین دلا دیا تو عنبر نے اس کا ہاتھ پکڑا ۔ اسے فلم کی سکرین کے پاس لے گیا اور بولا :

"آنکھیں بند کر لو اور میرے ساتھ اس سکرین کے اندر چھلانگ لگا دو "۔

کلارا نے آنکھیں بند کر لیں ۔ عنبر نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور پھر سکرین کے اندر چھلانگ لگا دی ۔ ۱۹۷۰ عیسوی کے پیرس میں چھلانگ لگا دی ۔

جب کلارا نے آنکھیں کھولیں تو وہ ۱۹۷۰ء کے پیرس کی سڑک پر تھی ۔ وہ آنکھیں مل کر حیرانی سے اِدھر اُدھر تکنے لگی ۔

"عنبر! یہ تو سچ مچ ۱۹۷۰ عیسوی کا پیرس ہے ۔ یہ سڑک ہمارے کالج کو جاتی ہے اور اس

طرف وہ جھیل ہے جہاں ہم آج کے روز پک نک منانے گئے تھے اور لوسی جھیل میں ڈوب گئی تھی ۔ مجھے اس جھیل پر لے چلو "۔

عنبر نے کلارا کا ہاتھ دوبارا پکڑ لیا اور کہا :

"آنکھیں بند کر دو "۔

کلارا نے آنکھیں بند کر لیں ۔ جب دوبارا کھولیں تو وہ جھیل کنارے کھڑی تھی ۔ عنبر اس کے پاس ہی تھا ۔ اس کے سامنے سرسبز و شاداب ڈھلان پر اس کی سہیلیاں اور لوسی بیٹھی پک نک منا رہی تھیں ۔ کلارا نے اپنے آپ کو بھی دیکھا ۔ وہ ہنس ہنس کر اپنی سہیلی لوسی سے باتیں کر رہی تھی ۔

کلارا نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا :

"مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا کہ میں اپنے آپ کو اپنے سامنے دوسرے جسم میں باتیں کرتے قہقہے لگاتے دیکھ رہی ہوں "۔

کلارا نے دیکھا کہ لوسی جھیل میں نہانے کے لیے اتر گئی ۔ وہ چھینٹے اُڑاتی دوسری سہیلیوں کے ساتھ پانی میں تیر رہی تھی ۔ کلارا بھی اس کے ساتھ ہی تیر رہی تھی ۔ دوسری کلارا عنبر کے پاس ایک طرف کھڑی یہ سارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منظر دیکھ رہی تھی۔

لوسی اور کلارا جھیل سے نکل کر دری پر آ کر بیٹھ گئیں۔ لوسی تولیے سے اپنے بال خشک کرنے لگی۔ پھر اس کے دل میں جانے کیا آئی کہ اس نے کلارا سے کہا: "میں ایک ڈبکی اور لگا لوں۔ میرے بال ابھی پوری طرح صاف نہیں ہوئے۔"

عنبر کے پاس کھڑی کلارا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا:

"عنبر! لوسی کو موت بلا رہی ہے۔ یہ اب ڈوب جائے گی۔ کیا میں اسے روک نہیں سکتی مرنے سے؟"

عنبر نے کہا:

"تم اپنی شرط بھول گئی ہو کلارا، تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم گذرے ہوئے واقعات کو خاموشی سے دیکھو گی اور کسی بات میں دخل نہیں دو گی۔"

کلارا نے اداس ہو کر کہا:

"عنبر! لوسی تھوڑی دیر بعد مر جائے گی۔"

عنبر بولا: "تم ایک ایسا واقعہ دیکھ رہی ہو جو ہو چکا ہے اگر لوسی مر چکی ہے تو تم اسے زندہ

نہیں کر سکتیں۔"

لوسی نے جھیل میں دوبارا چھلانگ لگا دی۔ اس کے پاس جو دوسری کلارا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے بازو لہرا کر کہا:

"لوسی زیادہ دور نہ جانا۔"

عنبر کے پاس کھڑی کلارا نے کہا:

"میں نے یہی جملہ لوسی سے کہا تھا۔"

عنبر کے پاس کھڑی کلارا ایک بھیانک منظر دیکھنے والی تھی۔ اس نے عنبر کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا۔ دوسری کلارا جھیل کنارے گھاس پر بیٹھی کافی تیار کر رہی تھی۔ لوسی جھیل میں تیر رہی تھی۔ اچانک لوسی کو جھیل کے اندر پانی میں کسی جانور نے نیچے کھینچ لیا۔ وہ غڑاپ سے کوئی آواز نکالے بغیر پانی میں غائب ہو گئی۔ عنبر کے پاس کھڑی کلارا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"عنبر! لوسی اسی طرح ڈوب گئی تھی۔"

کنارے پر بیٹھی کافی بناتی کلارا اور دوسری سہیلیوں نے سمجھا کہ لوسی نے غوطہ لگایا ہے۔ ابھی باہر نکل آئے گی۔ جب دو منٹ گذر گئے اور لوسی جھیل کے پانی سے نہ نکلی تو لڑکیوں نے شور مچا دیا۔ جھیل کنارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی کلارا نے بھی دوسری سہیلیوں کے ساتھ جھیل میں
چھلانگ لگا دی۔ وہ لوسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ اسے
آوازیں دے رہی تھیں۔ ایک دوسری کو گھبراہٹ میں پکار
رہی تھیں۔ پھر اچانک پانی کی سطح پر لوسی کی لاش ابھر آئی۔
کلارا نے عنبر کے ساتھ اپنا سر لگا دیا وہ رو رہی تھی۔

"عنبر! خدا کے لیے مجھے یہاں سے لے چلو۔ اب
میں یہ منظر نہیں دیکھ سکتی۔"

عنبر اسے لے کر سفیدے کے درختوں والی سڑک پر
آ گیا۔ سڑک کے کونے پر ایک خوبصورت بس کھڑی تھی۔
عنبر کلارا کے ساتھ اس بس میں سوار ہو گیا۔ چونکہ ان دونوں
کو کوئی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس لیے کسی نے ان سے ٹکٹ
نہ مانگا۔

کلارا نے کہا:

"آگے بڑا چوک ہے۔ اس چوک کے پیچھے ایک
بازار ہے جہاں ہمارا مکان تھا۔"

چوک میں وہ بس سے اتر گئے۔ کلارا عنبر کو لے کر
اپنے گھر آ گئی۔ اس کا باپ دفتر جا چکا تھا۔ اس کی
ماں باہر صحن میں پھولوں کی کانٹ چھانٹ کر رہی تھی۔
کلارا اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی، اور عنبر سے

کہنے لگی:

"عنبر! یہ میری پیاری ماں ہے۔ دیکھو اس کی شکل
مجھ سے کتنی ملتی ہے۔"

"ہاں۔" عنبر نے آہستہ سے کہا۔

وہ دونوں باتیں کر رہے تھے مگر نہ تو کلارا کی
ماں ان کو دیکھ سکتی تھی اور نہ ہی ان کی آواز سُن
رہی تھی۔ وہ بڑے آرام سے پھولوں کی کانٹ چھانٹ کر
رہی تھی۔

کلارا نے کہا:

"عنبر! میں اس وقت اپنے کالج کے ہسپتال میں
لُوسی کی لاش کے پاس ہوں۔ مگر میں وہاں نہیں
جانا چاہتی۔ میں لُوسی کی لاش نہیں دیکھ سکتی۔"

عنبر یہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ واپس بیسارے کی
لیبارٹری میں کیسے جائیں گے؟ اس کا خیال تھا کہ شاید
جس واقعے کو خاص طور پر وہ دیکھنے ۱۹۷۰ء کے زمانے
میں آئے ہیں اسے دیکھنے کے بعد وہ اپنے آپ واپس
چلے جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔ عنبر کچھ پریشان ہو گیا۔
کیوں کہ وہ ۱۹۷۰ء میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔ وہ خلائیں
ناگ کیٹی اور ماریا کو چھوڑ آیا تھا۔ اسے ان لوگوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوبارہ ملنا اور ان کا کھوج لگانا تھا۔ اس نے کلارا کا ہاتھ تھاما اور اسے اس کے مکان کے آنگن سے لے جانے لگا۔

کلارا نے اپنی ماں کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا:

"خدا حافظ ممی!"

مگر اس کی ماں اپنے کام میں لگی رہی۔ اس نے اپنی بیٹی کی آواز نہیں سنی تھی۔ وہ اس کی آواز نہیں سُن سکتی تھی۔ عنبر اسے لے کر مکان سے نکل گیا۔ ۱۹۷۰ء کے پیرس کا وہ ایک چمکیلا خوشگوار دن تھا۔ سڑکوں پر حسین چمکتی گاڑیاں آ جا رہی تھیں۔ عورتیں خوبصورت لباس میں اپنے اپنے دفتروں کو جا رہی تھیں۔

کلارا نے کہا:

"ہم اب کہاں جا رہے ہیں عنبر؟"

عنبر کو اچانک ایک خیال آ گیا۔ اس نے کلارا سے پوچھا:

"یہاں کوئی خلائی میوزیم بھی ہے کلارا؟ میرا مطلب ہے جہاں خلا کی تصویریں بنا کر رکھی گئی ہوں۔"

"ہاں ہے۔ کیا تم اسے دیکھو گے؟" کلارا نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

کلارا عنبر کو ساتھ لیے پیرس شہر میں بنے ہوئے ایک

خلائی میوزیم میں آ گئی۔ یہاں عورتیں بچے اور بوڑھے آدمی خلائی سیاروں کے ماڈل اور چاند کی مصنوعی سرزمین کو دیکھ رہے تھے۔ ٹی وی سکرین پر خلا کا منظر دکھایا جا رہا تھا۔ یہ فلم تھی جو امریکہ کے سیٹلائیٹ نے اتاری تھی۔

عنبر نے کلارا سے کہا:

"اس سکرین کے پاس آ جاؤ، جہاں خلا کی فلم چل رہی ہے۔"

کلارا سمجھ گئی کہ عنبر کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا:

"عنبر! کیا ہم واپس جانے والے ہیں؟"

"ہاں کلارا ۔۔۔ ہمارا واپس جانا بہت ضروری ہے یہ سب لوگ جن کو تم دیکھ رہی ہو مُردہ لوگ ہیں۔ ایٹمی جنگ نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہمیں ان کے درمیان زیادہ دیر نہیں رہنا چاہیے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو گئی تو تاریخ کی زنجیر کی ساری کڑیاں درہم برہم ہو جائیں گی اور ہو سکتا ہے اس سارے نظام شمسی میں زبردست انقلاب آ جائے۔"

کلارا عنبر کے بالکل قریب ہو گئی۔

"ہاں عنبر! ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکرین پر خلا کے ایک منظر کی فلم چل رہی تھی جس میں ایک مصنوعی سیارہ زمین کے مدار کے گرد آہستہ آہستہ حرکت کرتا دکھایا گیا تھا۔

عنبر کی نظریں سکرین پر خلا کے منظر کو دیکھ رہی تھیں۔ اس نے کہا:

"کلارا! ہم اس خلا میں جا رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے کلارا کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے سکرین کے اندر چھلانگ لگا دی۔

کلارا اور عنبر سکرین کے اندر خلا میں داخل ہو چکے تھے اور اب سیاروں کی طرف پرواز کرتے ہوئے چھوٹے ہوتے جا رہے تھے۔

جب عنبر اور کلارا نے آنکھیں کھولیں تو وہ پھر اسی چار مینار والی لیبارٹری کے اندر کھڑے تھے۔ سکرین پر سامنے ۱۹۷۰ء کے پیرس کا منظر تھا۔ کلارا نے وی سی آر کا بٹن دبا دیا۔ سکرین پر سے فلم غائب ہو گئی۔

"اُف! میں یہ منظر اب نہیں دیکھ سکتی۔ دیکھو۔ اگر میں اپنی ماں سے، اپنے ڈیڈی سے بات نہیں کر سکتی۔ اگر میں اپنی پیاری سہیلی لُوسی کو موت کے منہ سے نہیں بچا سکتی تو پھر اس

زمانے میں جانے کا کیا فائدہ؟ بند کر دو اس فلم ٹیپ کو شیلف میں عنبر، یہ میرے لیے بے کار ہے۔"

عنبر نے وڈیو ٹیپ کو شیلف میں رکھ کر شیلف کا شیشے کا کیس دوبارا بند کر دیا۔ میز کی سطح کو اُلٹ کر وی سی آر بھی نیچے کر دیا تا کہ کسی کو شک نہ ہو جائے کہ انہوں نے وی سی آر چلایا تھا۔

کلارا کرسی پر بیٹھ کر بولی:

"خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنے اصلی زمانے میں واپس آ گئے۔ کم از کم ہم زندہ لوگوں میں تو ہیں۔ اب ہمیں یہاں سے فرار کی کوئی اسکیم سوچنی ہو گی۔"

"ہاں" عنبر بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "یہاں سے فرار کی سکیم تو یہی ہو سکتی ہے کہ اس سیارے کی مخلوق کا راکٹ اغوا کیا جائے اور پھر اس کو اڑ کر یہاں سے واپس اپنی زمین پر پہنچنے کی کوشش کی جائے۔"

کلارا آہ بھر کر بولی:

"یہ کام اتنا آسان نہیں لگتا۔ میرا خیال ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کل شام تک یہاں کی مخلوق راکٹ لے کر واپس پہنچنے والی ہے۔ کیا ہمیں اسی لیبارٹری میں رہنا ہو گا؟"

عنبر نے کہا:

"نہیں۔ ہم یہاں سے باہر کسی خفیہ جگہ چھپ کر ان کا انتظار کریں گے اور پھر ان کے راکٹ پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے۔"

عنبر نے باتیں کرتے کرتے یونہی اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو اسے محسوس ہوا کہ خلائی گن کی شعاع نے اس کے پیٹ میں جو سوراخ بنا دیا تھا وہ بند ہو گیا ہے۔ عنبر کو بڑی خوشی ہوئی۔ شاید اس کی وجہ اس کا ۱۹۷۰ء کے زمانے میں جا کر واپس آنا تھا۔ ہو سکتا ہے۔ عنبر نے سوچا۔

اس کے پاس صرف ایک ہی خلائی گن تھی جو اس نے خلائی قزاق کو ہلاک کرنے کے بعد حاصل کی تھی۔ یہ گن عنبر نے اپنی پیٹی کے ساتھ لگا رکھی تھی۔

کلارا نے کہا:

"تم نے خلائی قزاقوں ایسا لباس پہن رکھا ہے تم ان کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے رہ

سکتے ہو۔"

عنبر بولا: "کہنے کو تو تم ایسا کہہ سکتی ہو لیکن میرا بھانڈا بھی پھوٹ سکتا ہے۔ بہرحال اس کا فیصلہ خلائی قزاقوں کے آنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ ابھی تو ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

کلارا اور عنبر لیبارٹری کے فلم پروجیکشن روم سے نکل کر اوپر لیبارٹری کے کمرے میں آ گئے۔ پھر بٹن دبا کر دروازہ کھولا اور باہر آ گئے۔ عنبر نے بٹن دبا کر خفیہ دروازے کو دوبارا بند کر دیا۔

وہ زرد دریا کی طرف چلنے لگے۔ ان کے پاس ایک دن اور ایک رات باقی تھی۔ وہ واپس اپنے خلائی کمرے میں آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک ایک خوراک کی گولی کھائی۔ عنبر کو اس گولی کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن اس خیال سے کہ کلارا پر اس کا راز فاش نہ ہو جائے عنبر نے بھی ایک گولی کھا لی۔ سارا دن گذر گیا۔ رات بھی گذر گئی۔ دوسرا دن آیا۔ وہ بھی گذر گیا۔ اب رات چھا گئی تھی۔

کلارا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آج رات خلائی قزاقوں کو واپس آ جانا چاہیے۔"

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے نکل کر لیبارٹری کے قریب دریا کے کنارے ٹیلے کے پیچھے چھپ جانا چاہیے۔"

کلارا نے عنبر کی تجویز کی تائید کی اور وہ دونوں زرد دریا کے کنارے اس جگہ سے کچھ فاصلے پر جا کر بیٹھ گئے۔ جہاں کلارا کو زمین میں زندہ دفن کیا گیا تھا۔ وہاں اب بھی زرد ریت اور پتھروں کی ڈھیری سی بنی تھی۔ یہ ڈھیری عنبر نے بنا رکھی تھی تاکہ خلائی قزاقوں کو پہلی نظر میں شک نہ پڑے کہ لاش غائب ہے۔

ابھی خلائی رات کا پہلا پہر ہی تھا کہ آسمان پر مغرب کی جانب ایک روشنی کی ننھی سی لکیر چمکی۔ کلارا نے عنبر کو اس طرف متوجہ کر کے کہا:

"وہ دیکھو۔ میرا خیال ہے خلائی قزاق راکٹ لے کر آ رہے ہیں۔"

عنبر بھی آسمان پر روشنی کی لکیر کو دیکھنے لگا۔ یہ قریب آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک راکٹ کی شکل اختیار کر گئی۔ عنبر جلدی سے بولا:

"اس چٹان کے پیچھے چھپ جاؤ۔"

"اور تم نہیں چھپو گے کیا؟" کلارا نے پوچھا:

"نہیں۔ جیسے میں کہتا ہوں ویسے کرو۔ میں خلائی قزاق کے لباس میں ہوں اور میں وہ پہریدار بن جاؤں گا جس کو یہ خلائی آدمی یہاں چھوڑ گئے تھے۔ تم اپنی جگہ سے ہرگز باہر نہ نکلنا۔ جلدی کرو۔ وہ لوگ نیچے اتر رہے ہیں۔"

کلارا کو چٹان کے پیچھے چھپا کر عنبر بھاگ کر لیبارٹری کے باہر پہرہ دینے لگا۔ چند سیکنڈوں کے بعد آسمان سے راکٹ اتر آیا۔ راکٹ کے انجن خاموش ہو گئے۔ عنبر خلائی لباس میں چاق و چوبند ہو کر کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ دوسرے خلائی قزاقوں کی طرح زرد نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ راکٹ کا دروازہ کھلا اور وہی تین خلائی قزاق بوڑھے سائنس دان کو ساتھ لیے نیچے اترے۔ عنبر کی طرف دیکھ کر ایک خلائی قزاق بولا:

"سانگو! سب ٹھیک ہے؟"

عنبر سمجھ گیا کہ جس خلائی پہرے دار کا اس نے لباس پہن رکھا ہے اس کا نام سانگو تھا۔ عنبر نے ہاتھ ہلا کر کہا:

"سب ٹھیک ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دروازہ کھول کر اس بڈھے کو اندر لے جاؤ۔"

عنبر نے جلدی سے بوڑھے سائنس دان کو بازو سے پکڑا۔ دیوار کا بٹن دبایا اور بوڑھے کو گھسیٹتا ہوا لیبارٹری کے اندر لے گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے تینوں خلائی قزاق بھی آ گئے۔ ایک نے عنبر سے کہا:

"سانگو! اس بڈھے کو نیچے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دو۔ جلدی کرو۔"

عنبر کو خفیہ راستہ پہلے ہی سے معلوم ہو چکا تھا۔ اسی تہہ خانے میں جا کر تو اس نے وڈیو فلم دیکھی تھی۔ بوڑھے سائنس دان کو ساتھ لیے وہ کونے میں گیا۔ خفیہ بٹن دبا کر تہہ خانے کا دروازہ کھولا اور زینہ اتر کر نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں وہی الماری میں وڈیو ٹیپ کا شیلف تھا۔ سامنے سکرین تھی۔ بیچ میں میز پڑا تھا۔

عنبر نے بوڑھے کا ہاتھ چھوڑ دیا اور انگریزی میں پوچھا:

"کیا تم امریکی خلا باز ہو؟"

بوڑھے کو جیسے ایک دھچکا سا لگا۔ اس نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا اور بولا:

"تم انگریزی زبان کیسے بول لیتے ہو؟ یہ تو

یہاں سب کو معلوم ہے کہ میں امریکی خلائی سائنس دان ہوں جس کا مصنوعی سیارہ بھٹک گیا تھا اور جسے یہ خلائی قزاق اغوا کر کے یہاں لے آئے ہیں مگر یہاں کسی کو انگریزی زبان کا علم نہیں۔ تم کیسے انگریزی بولتے ہو؟"

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"میرا تعلق بھی زمین سے ہے۔ مگر ابھی خاموش رہنا۔ میں تمہیں ان لوگوں سے نجات دلا دوں گا۔ بس خاموش رہو۔"

بوڑھا سائنس دان تو خوشی سے لال ہو گیا۔ لیکن پھر پریشان سا ہو کر بولا:

"یہ کام بڑا مشکل ہے۔ کاش! تم دو روز پہلے آ جاتے۔ اور خلا باز لڑکی کلارا کی جان بچا لیتے۔ اس بے چاری کو ان ظالموں نے زندہ دفن کر دیا ہے۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"کلارا زندہ ہے۔ میں نے اسے زمین سے نکال لیا تھا۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟" بوڑھے سائنس دان نے عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

اتنے میں اوپر سے آواز آئی:

"سانگو! نیچے کیا کر رہے ہو؟"

عنبر یہ کہہ کر جلدی سے زینہ چڑھنے لگا۔

"فکر مت کرنا۔ میں ان لوگوں سے نمٹ لوں گا۔"

اوپر آیا تو تینوں خلائی قزاق سٹریچر پر کلارا کی لاش کی چیر پھاڑ کا انتظام کر رہے تھے۔ آلات جراحی اور دوسرا سامان سٹریچر کے قریب لا کر رکھا جا رہا تھا۔ ایک خلائی قزاق نے عنبر سے کہا:

"سانگو! تم جیراڈ کو ساتھ لے کر لڑکی کی قبر پر جاؤ اور اس کی لاش نکال لاؤ۔ آپریشن کا وقت ہو گیا ہے۔"

عنبر نے سر جھکایا۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا خلائی قزاق جس کا نام جیراڈ تھا بھی ہو لیا۔ وہ لیبارٹری کی عمارت سے نکل کر دریا کی طرف چلے۔ راستے میں دوسرے خلائی قزاق نے عنبر سے پوچھا:

"لاش تم اٹھانا سانگو"

عنبر بولا: "میں ہی اٹھا لوں گا۔"

جیراڈ نے کچھ تعجب سے کہا:

"سانگو! تمہاری آواز کو کیا ہو گیا ہے پہلے تمہاری آواز اتنی بھاری نہیں تھی۔"

عنبر نے دل میں کہا کہ بچو جی ذرا کلارا کی قبر تک پہنچ لینے دو سب کچھ بتا دوں گا۔ مگر اسے کہا:

"ذرا گلا خراب ہو گیا ہے جیراڈ"

اب وہ دریا کنارے اس جگہ پہنچ گئے جہاں کلارا کی مصنوعی قبر کی ڈھیری بنی ہوئی تھی۔

جیراڈ نے کہا:

"سانگو! قبر کھود دو۔"

عنبر بولا: "نہیں۔ قبر تم کھود دو۔ لاش میں اٹھاؤں گا۔ تم بھی تو کوئی کام کرو۔"

جیراڈ یعنی دوسرا خلائی قزاق جھک کر پتھر ہٹانے لگا۔ عنبر اس کے پیچھے آ گیا۔ یہاں سے وہ اس کے نشانے کی زد میں تھا مگر عنبر اس پر خلائی گن سے حملہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح سے گن کے فائر کا ہلکا دھماکہ ہوتا اور یہ آواز لیبارٹری میں سنی جا سکتی تھی۔

خلائی قزاق جھکا قبر کے پتھر ہٹا رہا تھا۔ عنبر آہستہ سے اس کے پیچھے اور قریب ہو گیا۔ حملے کا وقت آن پہنچا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ عنبر نے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر پوری طاقت سے خلائی قزاق کی کمر پر مکا مارا۔ عنبر پوری طاقت کبھی کبھار ہی استعمال کی تھی۔ اتنی طاقت تو وہ کسی چٹان کی دیوار کو توڑنے کے لیے استعمال کیا کرتا تھا۔

اس کے مکے میں اتنی طاقت تھی کہ خلائی قزاق کی کمر پر پڑتے ہی اس کی کمر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ عنبر نے جلدی سے اسے اٹھایا۔ اس کی خلائی گن سنبھالی اور لاش کے ٹکڑوں کو دریا میں پھینک دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ اس چٹان کی طرف دوڑا جہاں کلارا چھپی ہوئی تھی۔ اس نے آہستہ سے آواز دی:

"کلارا! یہ میں ہوں عنبر!"

کلارا سنبھل کر بیٹھ گئی۔ وہ یہ سارا منظر چھپ کر دیکھ رہی تھی۔

عنبر نے خلائی گن اس کی طرف بڑھا کر کہا:

"اب صرف دو خلائی قزاق ہی رہ گئے ہیں۔ یہ گن تم اپنے پاس رکھو اور یہاں سے باہر مت نکلنا۔"

یہ کہہ کر عنبر واپس لیبارٹری کی طرف دوڑا۔

لیبارٹری میں دونوں خلائی قزاق آپریشن کی تیاریاں کر

رہے تھے۔ عنبر کو خالی ہاتھ دیکھ کر ایک خلائی قزاق نے کہا:

"تم خالی ہاتھ کیوں آ گئے؟ لڑکی کی لاش کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا:

"لاش تو غائب ہے چیف۔"

"چیف؟ یہ تم نے کس زبان کا لفظ بولا ہے۔ تم کون ہو؟"

اتنا کہہ کر خلائی قزاق نے عنبر پر گن کا فائر کر دیا۔ اس سے قبل کہ فائر کی شعاع عنبر تک پہنچے وہ اُچھل کر ایک طرف کو ہٹا اور خلائی قزاق پر گن کا فائر کر دیا۔ جس سے خلائی قزاق بھسم ہو گیا۔ اتنے میں دوسرے خلائی قزاق نے عنبر پر فائر داغ دیا۔ عنبر چونکہ چوکنا تھا۔ اُس نے اس وار کو خالی کرتے ہوئے فوراً دوسرے خلائی قزاق پر گن فائر کیا جس سے وہ بھی جل کر بھسم ہو گیا۔ پھر عنبر نے نیچے تہہ خانے کا دروازہ کھول دیا اور آواز دی:

"اوپر آ جاؤ بابا۔ میدان خالی ہے۔"

بوڑھا سائنس دان زینہ چڑھ کر اوپر آیا تو اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا کر فرش پر دونوں خلائی قزاق کی جلی ہوئی لاشوں کے صرف سیاہ نشان ہی باقی رہ گئے تھے۔

"تیسرا کہاں ہے؟" بوڑھے سائنس دان نے پوچھا۔

"اس کو میں ہلاک کر کے دریا میں پھینک چکا ہوں بابا!"

عنبر نے اسے ساری کہانی بیان کر دی پھر کہا:

"بابا تم یہیں بیٹھو۔ میں کلارا کو لے کر آتا ہوں!"

عنبر کلارا کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ چاروں خلائی قزاق موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں۔ کلارا اس کے ساتھ لیبارٹری میں آ گئی۔ بوڑھے سائنس دان نے اسے زندہ دیکھا تو اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس نے عنبر سے کہا:

"بیٹا تمہارا کیا نام ہے؟"

"عنبر بابا" عنبر نے کہا۔

"عنبر! تم بہت بہادر ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ ہوشیار بھی ہو۔ کیوں کہ ان خلائی قزاقوں کو ہلاک کرنے کے لیے بہادری سے زیادہ ہوشیاری کی ضرورت تھی۔"

کلارا بولی: "عنبر ہی یہ کام کر سکتا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم یہاں سے کس طرف جائیں گے؟"

بوڑھے سائنس دان نے کہا کہ راکٹ موجود ہے۔ اس

ذریعے ہم خلا میں تو جا سکتے ہیں لیکن میں اپنی زمین پہ ...ں جانا چاہتا ہوں۔ راکٹ ہمیں اپنی زمین پر واپس نہیں ...سکتا کیوں کہ اس کے کمپیوٹر ہماری زمین کے سورج کی ...ں جاتے ہی جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ اور ہم زمین سے ...ڑوں میل دور خلا ہی میں جل کر راکھ بن جائیں گے۔

...را پریشان ہو کر بولی:

"پھر ہم اپنی زمین پر کیسے پہنچیں؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُردوں کا سیّارہ

بوڑھے سائنس دان نے کہا:

"ایک ترکیب ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ خطرہ ہے لیکن اس خطرے کو بھی دور کیا جا سکتا ہے۔"

"وہ کونسی ترکیب؟" کلارا نے بے تابی سے پوچھا۔

وہ یہ سن کر پریشان ہو گئی تھی کہ راکٹ انہیں اس کی زمین پر واپس نہیں لے جا سکتا۔ اگرچہ عنبر نے کلارا اور بوڑھے سائنس دان کو یہ خبر کر دی تھی کہ تیسری ایٹمی جنگ کے بعد دنیا پر زبردست تباہی نازل ہو چکی ہے اور کہیں کوئی آبادی نہیں بچی اس کے باوجود بوڑھا سائنس دان اور کلارا اپنی زمین پر واپس جانے کو بے تاب تھے اور یہ بات درست بھی معلوم ہوتی تھی آخر وہ خلا میں رہ کر کیا کرتے۔

بوڑھا سائنس دان کہنے لگا:

"ترکیب یہ ہے کہ یہاں ان لوگوں نے گذرے

ہوئے زمانے کے تمام واقعات کو وڈیو فلم پر فلم بند کر رکھا ہے اور....."

آگے اس نے جو کچھ بتایا اس کے بارے میں کلارا اور عنبر کو سب کچھ معلوم تھا۔ جب انہوں نے بوڑھے سائنس دان کو بتایا کہ وہ ایک فلم کے ذریعے پرانے زمانے کے فرانس کی سیر بھی کر آئے ہیں تو وہ حیران رہ گیا۔

عنبر نے کہا:

"یہ محض ایک اتفاق سے ہمیں وڈیو فلم کا سراغ مل گیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر تم دونوں ۱۹۹۰ء کے زمانے کی زمین پر چلے بھی گئے تو تم لوگ وہاں رہو گے کیسے؟ تم تو اس زمانے کا حصہ ہو گے؟"

بوڑھا سائنس دان کہنے لگا:

"یہ گُر میں بعد میں بتاؤں گا پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم ہمارے ساتھ اپنی پیاری زمین پر واپس نہیں جاؤ گے؟"

عنبر نے کہا:

"مجھے افسوس ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ جا سکوں گا۔ اس لیے کہ یہاں خلا کے ایک سیارے میں میرے کچھ دوست بھی میرے ساتھ یہاں پہنچے تھے۔ مجھے پہلے ان کے پاس جانا ہے۔"

طارا اور بوڑھا سائنس عنبر کو تکنے لگے۔

عنبر نے جلدی سے کہا:

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں بہرحال تمہارے ساتھ نہیں جا رہا۔ لیکن میری خواہش ہے کہ تم لوگ خیریت سے زمین پر پہنچ جاؤ۔ ہاں تو تم اس مشکل کو کیسے حل کرو گے؟"

بوڑھا سائنس دان اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے میز کی سطح کو الٹ دیا۔ نیچے سے ڈی سی آر نکل کر اوپر آ گیا۔ سائنس دان نے ڈی سی آر پر ایک خاص بٹن پر انگلی رکھ کر کہا:

"جس وقت ہم ۱۹۹۰ عیسوی کی دنیا میں جائیں اور اگر اس بٹن کو دبا دیا جائے تو ہم ۱۹۹۰ء عیسوی کے زمانے کا ایک حصّہ بن جائیں گے۔ یہاں سکرین پر فلم ایک دم غائب ہو جائے گی۔ اس کے بعد اگر اس وڈیو ٹیپ کو چلایا جائے

گا تو سکرین پر فلم کا یہ حصّہ غائب ہو چکا ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم ۱۹۹۰ء کے عہد کا حصہ بن چکے ہوں گے۔"

عنبر نے کہا:

"ٹھیک ہے اگر تم لوگوں نے اسی طرح زمین پر جانے کا فیصلہ کیا ہے تو میں تمہارے جانے کے بعد یہ بٹن دبا دوں گا۔"

بوڑھا سائنس دان کہنے لگا:

"عنبر بیٹے! اگر تم یہاں پر پیچھے نہ ہوتے تو ہم یہاں سے کبھی واپس نہیں جا سکتے تھے۔"

عنبر نے کہا:

"میں یہ فرض پوری ذمے داری سے ادا کروں گا آپ لوگ بالکل فکر نہ کریں۔"

بوڑھے سائنس دان نے چابی لگا کر شیلف کو کھولا اور اس میں سے آخری وڈیو ٹیپ باہر نکال لی۔ اس کے پلاسٹک کے کور کو کھولتے ہوئے بولا:

"یہ اس ٹیپ لائبریری کی آخری فلم ہے۔ اس میں ہماری دنیا کا ۱۹۹۰ء کا زمانہ چلتا پھرتا زندہ نظر آئے گا۔ عنبر! کیا ۱۹۹۰ء میں ایٹمی جنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھی؟"

عنبر نے کہا:

"۱۹۹۰ء میں ایٹمی جنگ کو ہوئے دو سال گزر چکے تھے۔"

"ٹھیک ہے۔" بوڑھا سائنس دان بولا۔ "دو سال کے بعد زمین پر سے ایٹمی اثرات ختم ہو چکے ہوں گے۔"

بوڑھے سائنس دان نے وی سی آر پر ۱۹۹۰ء کی فلم چڑھا دی اور خود دیوار پر بنی ہوئی سکرین کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

کلارا نے عنبر کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"عنبر بھائی! میں تمہارے لیے دعا کروں گی۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"بہن جب اپنے بھائی کے لیے دعا کرتی ہے تو خدا اسے فوراً قبول کر لیتا ہے۔"

بوڑھے سائنس دان نے کہا:

"میں بھی تمہارے لیے دعا کروں گا۔"

عنبر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

"میں ٹیپ چلانے لگا ہوں۔ آپ لوگ تیار ہو جائیں۔"

کلارا بہن بوڑھے سائنس دان کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

بوڑھے سائنس دان نے ہاتھ فضا میں بلند کر لیا تھا۔

پھر وہ الٹی گنتی گننے لگا۔ سات، چھ، پانچ، چار، تین، دو، ایک ــ فائر!

عنبر نے وی سی آر کا بٹن دبا دیا۔

دیوار کی سکرین پر روشنی ہو گئی اور زمین کے خوبصورت پہاڑوں کا سین ابھر آیا۔ وادی میں ایک دریا بہہ رہا تھا۔

کلارا نے کہا:

"یہاں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا۔"

بوڑھا سائنس دان کہنے لگا:

"یہ مجھے شمالی امریکہ کے پہاڑ لگتے ہیں۔ کلارا بیٹی! کیا تم تیار ہو؟"

"بالکل تیار ہوں۔"

"تو پھر آنکھیں بند کر لو۔"

کلارا نے آنکھیں بند کر لیں۔ بوڑھے سائنس دان نے کلارا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر عنبر نے کہا:

"عنبر! ہمارے جانے کے دس سیکنڈ بعد وی سی آر کا خفیہ بٹن دبا دینا۔"

"او کے بابا۔ فکر نہ کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھ ہی بوڑھا سائنس دان کلارا کو لے کر سکرین کے اندر کود گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ دونوں فضا میں اڑتے ہوئے نیچے پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں پھر وہ پہاڑی وادی میں دریا کنارے اترنے لگے۔ ٹھیک دس سیکنڈ بعد عنبر نے وی سی آر کا دوسرا بٹن دبا دیا۔

بٹن کے دبتے ہی سکرین پر زرد رنگ کی دھند چھا گئی اور پھر اندھیرا چھا گیا۔ فلم خالی جا رہی تھی۔ عنبر نے وی سی آر پر فلم کو ریوائنڈ کیا۔ اسے دوبارہ چلایا۔ مگر سکرین پر کوئی منظر نہ آیا۔ بوڑھے سائنس دان نے ٹھیک کہا تھا۔ فلم صاف ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کلارا اور بوڑھا سائنس دان ۱۹۹۰ء کے زمانے میں اپنی پیاری دنیا میں پہنچ کر وہاں کا حصہ بن چکے تھے۔

ان کے جاتے ہی عنبر کو تنہائی کا شدید احساس ہوا۔ لیکن وہ اس قسم کے حالات کا عادی تھا۔ وہ لیبارٹری سے باہر نکل آیا۔ باہر راکٹ آسمان کی طرف منہ اٹھائے خاموش کھڑا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ بوڑھے سائنس دان نے کہا تھا کہ یہ راکٹ ہماری زمین کے سورج کی تپش برداشت نہیں کر سکتا اور ہمارے سورج کے قریب پہنچ کر تباہ ہو جائے گا۔ لیکن اس نے سوچا کہ وہ تو اسے زمین پر

نہیں لے جانا چاہتا۔ کیوں نہ اس میں بیٹھ کر وہ خلا میں نکل جائے۔ ہو سکتا ہے کسی جگہ ناگ ماریا اور کیپٹن سے ملاقات ہو جائے۔ کیونکہ وہ سب خلا میں سفر کر رہے تھے اور خلا ہی میں اب ان کی جگہ ملاقات ہو سکتی تھی۔

عنبر یہ سوچ کر راکٹ میں داخل ہو گیا۔ انجن روم میں جا کر انجن کا جائزہ لیا۔ یہ شمسی توانائی سے چلنے والا انجن تھا۔ گیس کی اسے ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ کاک پٹ والے کیبن میں آ گیا۔ عنبر کو راکٹ کا کافی تجربہ ہو چکا تھا۔ پھر بھی اس نے انجن اور مشینری کا چارٹ نکال کر اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

دیر تک وہ انجن کے چارٹ کو پڑھتا اور غور سے دیکھتا رہا۔ وہ راکٹ کو چلا سکتا تھا۔ سامنے راکٹ کو کنٹرول کرنے، اس کا رخ موڑنے اور اس کو کسی سیارے پر اتارنے کے تمام بٹن لگے تھے۔ عنبر نے خدا کا نام لے کر ایک بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کمپیوٹر پر الٹی گنتی شروع ہو گئی۔ عنبر نے راکٹ کے اندر کا پریشر سوئچ اور آکسیجن سوئچ اون کر دیا۔

جب گنتی صفر پر پہنچی تو راکٹ کا انجن خودبخود

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سٹارٹ ہو گیا۔ راکٹ کو ایک دھچکا لگا اور وہ آہستہ آہستہ اوپر اُٹھنے لگا۔ سامنے سکرین پر عنبر دیکھ رہا تھا۔ راکٹ لیبارٹری کے میناروں سے اوپر آ گیا۔ پھر اس کی رفتار تیز ہونے لگی اور دیکھتے دیکھتے وہ خلا کی وسعت میں دور ہی دور نکلتا چلا گیا۔ سکرین پر عنبر کو وہ سیارہ اب چھوٹا ہوتا نظر آ رہا تھا جہاں سے وہ اڑا تھا۔ پھر یہ سیارہ بھی دوسرے سیاروں کی طرح ایک نقطے کی طرح خلا میں چمکنے لگا۔

عنبر خلا میں اربوں کھربوں میل دور نکل چکا تھا۔ یہاں وقت کا، دن رات کا کوئی حساب نہیں تھا، خلا میں تاریکی تھی۔ کروڑوں نوری سال کے فاصلوں پر سیارے اور ستارے چمک رہے تھے۔ عنبر کے حساب سے جب اسے خلا میں سفر کرتے ایک ہفتہ گذر گیا تو اس کو خیال آیا کہ اب کوئی سیارہ قریب آنا چاہیے۔ مگر بظاہر کوئی سیارہ قریب آتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

عنبر کا سفر خلا میں جاری رہا۔ کچھ اور دن گذر گئے۔ ایک دن عنبر کو محسوس ہوا کہ راکٹ آہستہ آہستہ کانپنے لگا ہے۔ یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ عنبر نے سامنے سکرین پر دیکھا کہ کہیں کسی سیارے کی کشش تو نہیں ہے یہ؟ مگر

کوئی سیارہ بھی قریب نہیں تھا۔

راکٹ کو اب دھچکے لگنے لگے۔ عنبر نے سامنے ڈائل پر نگاہ ڈالی۔ وہاں سرخ بتی جلنے لگی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ عنبر کاک پٹ سے نکل کر جلدی سے پیچھے انجن روم کی طرف گیا۔ انجن روم میں اسے دھواں نظر آیا۔ دروازہ کھولا تو سفید دھوئیں کا بادل باہر کو لپکا۔ انجن روم میں آگ لگ گئی تھی۔

عنبر نے آگ بجھانے والی گیس کھول دی۔ انجن روم گیس سے بھر گیا۔ آگ بجھ گئی۔

جب دھواں ہٹا تو عنبر انجن روم میں داخل ہوگیا۔ اس کو خلائی راکٹ کے انجن کی سمجھ نہیں تھی۔ پھر بھی اس نے جانچ پڑتال شروع کر دی۔ آدھے سے زیادہ انجن جل چکا تھا جو حصہ باقی بچا تھا اس میں سے بھی نیلے رنگ کا پتلا سا شعلہ بار بار لپک رہا تھا۔

عنبر کی سمجھ میں جب کچھ نہ آیا تو وہ واپس اپنے کاک پٹ میں آ گیا۔ انجن کے جل جانے سے راکٹ کا توازن بگڑ گیا تھا۔ اسے بار بار دھچکے لگ رہے تھے۔ [illegible] طریقے سے راکٹ خلا کے محفوظ راستے [illegible] رہے تھے۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ خلا میں محفوظ راستے ہوتے ہیں جہاں مصنوعی سیارے اور راکٹ اور خلائی جہاز سفر کرتے ہیں۔ ان راستوں پر شہابیے اور دوسرے خلائی پتھر نہیں گذرتے ورنہ ان سے ٹکرا کر جہاز اور راکٹ پاش پاش ہو جائیں۔ ہر خلائی راکٹ اور خلائی جہاز کو ان محفوظ خلائی راستوں پر پہلے سے ڈال دیا جاتا ہے۔ ورنہ خلا میں کراچی اور لاہور شہر جتنے بڑے بڑے پتھر لاکھوں میل فی کلو میٹر کی سپیڈ پر گھوم رہے ہوتے ہیں اور ان سے ٹکرا کر کسی خلائی جہاز کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

عنبر راکٹ کے انجن کی وجہ سے کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ اگر وہ ہر بار انجن کی آگ کو بجھا بھی لیتا ہے تو انجن کے بند ہو جانے سے وہ راکٹ کو خلا کے تباہ کن راستوں پر چلے جانے سے نہیں روک سکتا تھا۔ یہی بات عنبر کو پریشان کر رہی تھی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کہیں قریب کوئی سیارہ ہے یا نہیں عنبر نے سکرین پر نگاہ ڈالی تو اسے ایک چمکیلا سلنڈر خلا میں تیرتا ہوا نظر آیا۔

یہ کیا شے ہو سکتی تھی؟ عنبر نے سوچا۔ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے یہ کسی مصنوعی سیارے سے الگ ہو کر کہیں دور خلا میں بھٹک رہا ہو۔ مگر یہ سلنڈر

اس کے راکٹ کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ شاید راکٹ کے انجن والی گرمی کی لہریں اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔ عنبر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

سلنڈر بہت قریب آ گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ یہ پندرہ فٹ کے قریب لمبا اور چار پانچ فٹ کی گولائی والا سلنڈر تھا جس کے پیچھے ایک چھوٹا سا پنکھا لگا تھا جو آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ عنبر گھبرایا کہ کہیں یہ ایٹمی میزائیل ہی نہ ہو۔ اس نے سلنڈر سے بچنے کی بہت کوشش کی مگر اب راکٹ اس کے اختیار میں نہیں تھا اور سلنڈر کو بھی وہ نہیں روک سکتا تھا۔

سلنڈر ٹھک کی آواز کے ساتھ عنبر کے راکٹ کے دروازے کے عین ساتھ آ کر لگ گیا۔ یہ اسے باہر لگے کیمرے سکرین پر ظاہر کر رہے تھے۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ سلنڈر پھٹا نہیں تھا۔ اب راکٹ نے زور زور سے ڈولنا شروع کر دیا۔ اچانک راکٹ کا خطرے کا الارم چیخ اٹھا۔ عنبر بھاگ کر انجن روم میں گیا۔ انجن روم میں آگ لگ چکی تھی۔ اس نے آگ بجھانے والی گیس کا بٹن دبایا مگر وہ بھی جام ہو چکا تھا۔ یہاں دیواریں اس قدر گرم تھیں کہ بٹن اور سوئچ پگھل رہے تھے۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاگ کر راکٹ کے دروازے پر آیا۔

خطرہ تھا کہ راکٹ کسی وقت بھی پھٹ جائے گا۔ خطرے کا الارم اسی لیے بجا تھا کہ راکٹ چھوڑ دیا جائے عنبر نے راکٹ کا دروازہ کھول دیا۔ دروازے کے کھلتے ہی اسے سلنڈر دکھائی دیا۔ یہ سلنڈر راکٹ کے ساتھ لگا تھا اور راکٹ کے ساتھ ہی دائیں بائیں ڈول رہا تھا سلنڈر کے اوپر ایک تختہ لگا تھا جس پر انگریزی میں میں X II لکھا تھا۔ انگریزی حروف دیکھ کر عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ کہیں یہ سلنڈر زمین کی طرف سے تو نہیں آیا؟

اس کے اندر کیا ہوگا؟ ضرور یہ میزائیل ہے۔ عنبر سوچ رہا تھا۔ راکٹ میں گویا بھونچال آ گیا تھا۔ سلنڈر کے پہلو میں ایک ہتھی لگی تھی۔ عنبر نے ہتھی کو کھینچا تو اس کا اوپر والا تختہ کھل گیا۔ عین اس وقت راکٹ کا اوپر والا حصہ پھٹ گیا۔ عنبر قلا بازی کھا کر سلنڈر کے کھلے تختے کے اندر گر پڑا۔ اس کے اندر گرتے ہی سلنڈر کو ایک دھکا لگا اور وہ راکٹ سے الگ ہو گیا۔ الگ ہوتے ہی اس نے ایک غوطہ سا لگایا اور راکٹ کے نیچے آ کر دوسری طرف نکل گیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور عنبر نے خلا میں اپنے راکٹ کے ٹکڑے

بکھرتے دیکھے۔ اس خلا میں تھوڑی بہت فضا قائم تھی۔ یعنی فضا میں ذرات موجود تھے جن کی وجہ سے اسے راکٹ کے دھماکے کی آواز سنائی دی تھی اگرچہ یہ آواز کافی ہلکی تھی۔

عنبر نے اب اپنے آس پاس دیکھا کہ وہ سلنڈر میں کہاں بیٹھا ہے۔ اس کے اوپر والا تختہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ فولاد کے ایک تابوت پر بیٹھا ہے۔ یہ سلنڈر ایک چھوٹی سی گول سرنگ کی طرح تھا جس میں عنبر صرف لیٹ سکتا تھا اور یا ذرا سا سر اٹھا کر چند فٹ تک رینگ سکتا تھا۔

وہ فولادی تابوت کے اوپر غور سے دیکھنے لگا۔ سلنڈر میں دھیمی دھیمی روشنی تھی۔ شاید یہ روشنی تابوت کے فولاد کی چادر سے نکل رہی تھی۔ تابوت کے اوپر بھی X II ہی کا نمبر لکھا تھا۔ عنبر کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ یہ فولادی تابوت والا سلنڈر کس نے خلا میں پھینکا ہے اور اس کے اندر کیا چیز ہے؟

موت کا سلنڈر خلا میں بڑی تیزی سے سفر کر رہا تھا۔ شاید اس کے پیچھے لگے ہوئے ایٹمی پنکھے زور سے چلنے لگے تھے۔ عنبر تابوت کے قریب ہی لیٹ گیا۔ اب جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گا۔ دیکھا جائے گا۔ وہ کیا کر سکتا تھا۔ یہ موت کا سلنڈر اسے جہاں بھی پہنچا دے اسے جانا پڑے گا۔ اگر وہ قیامت تک خلا میں چکر لگاتا رہے گا تو عنبر بھی قیامت تک اس کے ساتھ ہی گردش کرے گا۔

عنبر نے ناگ ماریا اور کیٹی کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔

وہ کس سیارے پر ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔ ان سے کبھی دوبارا ملاقات ہو گی بھی یا نہیں؟ یہ سوال عنبر کو پریشان کر رہے تھے۔ زمین پر وہ کئی ہزار سال سے سفر کر رہا تھا۔ لیکن زمین پر کم از کم اسے چاہے ڈاکو ہی سہی کوئی انسان تو مل جاتا تھا۔ یہاں تو نہ آدم نہ آدم زاد تھا اور پھر اسے معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور اس کا انجام کیا ہو گا۔

عنبر سلنڈر کی بند چھوٹی سی سرنگ میں خاموش لیٹا ہوا تھا۔ راکٹ میں تو اسے باہر خلا کا منظر ہی نظر آ جاتا تھا لیکن سلنڈر میں اسے باہر کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ سلنڈر نے ایک طرف کو رُخ بدلا ہے۔ پھر اسے لگا کہ سلنڈر نے خلا میں غوطہ لگایا ہے اور بڑی تیزی سے نیچے اتر رہا ہے۔

کیا سلنڈر کسی سیارے پر اتر رہا تھا؟

عنبر نے سوچا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ سلنڈر کو ایک سیارے کی کشش اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ یہ سیارہ بھورے رنگ کا تھا۔ سلنڈر کی رفتار کافی تیز تھی اور کم نہیں ہوئی تھی۔

عنبر نے فولادی تابوت کو زور سے پکڑ لیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کسی سیارے پر اتر رہا ہے یا کسی گہرے کنوئیں میں گر رہا ہے۔ اس کا سلنڈر زور سے بھورے سیارے کی بھوری زمین سے ٹکرایا اور کھل گیا۔ عنبر فولادی تابوت کے ساتھ ہی باہر اچھل پڑا۔

عنبر زمین پر سیدھا پڑا تھا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا عام آدمی ہوتا تو اس کی ہڈیاں چُور چُور ہو گئی ہوتیں۔

عنبر نے فضا میں جو پہلی بات محسوس کی وہ یہ تھی کہ فضا میں دو چیزیں موجود تھیں۔ ایک تو یہ کہ فضا میں ایسی مشک کافور قسم کی بُو رچی ہوئی تھی جو مُردوں کو کفناتے وقت آیا کرتی ہے اور دوسری بات یہ تھی کہ ہوا میں ہلکی ہلکی آہوں کی آواز آ رہی تھی۔ جیسے کوئی کسی گہری سرنگ میں بند آہستہ آہستہ سانس لے رہا ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اٹھ کر چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ وہاں سوائے بھوری چٹانوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ کوئی انسان بھی موجود نہیں تھا جس کی آہ بھرنے کی آواز ہو۔ عنبر کو تابوت کا خیال آ گیا۔ تابوت کھل گیا تھا۔ اس نے جھک کر دیکھا تابوت میں ایک جوان آدمی کی لاش پڑی تھی۔

عنبر نے لاش کے ہونٹوں کے ساتھ کان لگا دیا۔ یہ آہ کی آواز اس کے ہونٹوں سے آ رہی تھی۔

عنبر حیران ہوا کہ اگر یہ کسی مردہ نوجوان کی لاش ہے تو پھر اس کے منہ سے آہ بھرنے کی دھیمی دھیمی آواز کیوں آ رہی ہے۔ عنبر اب یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جس سیارے کی زمین پر وہ آیا ہے وہ کس قسم کا سیارہ ہے۔ یہاں کوئی مخلوق بھی آباد ہے کہ نہیں؟

عنبر نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر بھورے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ان بھورے بادلوں میں سے بھوری بھوری اداسی اور منحوس سی روشنی آ رہی تھی۔ عنبر اٹھ کر چٹانوں کی طرف چلا۔ چٹانوں پر خار دار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ عنبر کو ایک دوسرا فولادی تابوت نظر آیا۔ وہ بھی کھلا ہوا تھا۔ اس میں بھی ایک لاش پڑی تھی۔ یہ کسی سفید بالوں والی عورت کی لاش تھی جس کا

جسم ویسے کا ویسا ہی تھا۔ مگر وہ مر چکی تھی۔

عنبر نے اس کے منہ پر کان رکھا۔ اس مردہ عورت کے منہ سے بھی آہیں بھرنے کی دھیمی دھیمی آواز آ رہی تھی۔ اس نے عورت کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ عورت مر چکی تھی۔ اس کا دل بند تھا۔ آنکھیں پتھر بن چکی تھیں۔ اگر یہ عورت بھی مردہ ہے تو پھر وہ آہیں کیسے بھر رہی ہے؟

یہی سوچتا سوچتا عنبر چٹانوں کی دوسری طرف نکل گیا۔ دوسری طرف ایک میدان تھا۔ عنبر چکر کھا کر رہ گیا۔ کیوں کہ دوسری طرف میدان میں جگہ جگہ بے شمار فولادی تابوت بکھرے ہوئے تھے۔ یہ سب کے سب تابوت کھلے تھے اور ان کے اندر مردہ لاشیں پڑی تھیں عنبر نے کتنی ہی لاشوں کے منہ کے ساتھ کان لگا کر سنا ہر لاش آہستہ آہستہ آہیں بھر رہی تھی۔ ان میں عورتوں مردوں اور بڑے بوڑھوں کے علاوہ جوان لڑکیوں اور بچوں کی لاشیں بھی تھیں۔ عنبر بڑا پریشان ہوا کہ یہ کس قسم کا سیارہ ہے کہ جہاں ہر طرف مردوں کے تابوت کھلے ہوئے ہیں اور لاشیں ہی لاشیں ہیں۔

عنبر سر پکڑ کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ وہ کس قسم کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منحوس سیارے پر آ گیا ہے۔ اس سے تو بہتر تھا زندہ جنگلی درندوں کے کسی سیارے پر آ جاتا۔ کم از کم کوئی شے زندہ تو ہوتی۔ دیر تک وہ وہاں بیٹھا سوچتا رہا کہ کہاں جائے اور کیا کرے؟ اسی طرح سیارے پر دن غروب ہو گیا اور رات کا اندھیرا پھیلنے لگا۔ رات اتنی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا، پھر بھی عنبر اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ کیوں کہ اس کی آنکھوں میں غیر معمولی طاقت تھی۔

اس نے سوچا کہ یہاں بیٹھے رہنے سے بہتر ہے کہ اٹھ کر چلا جائے۔ ہو سکتا ہے سیارے کے دوسری جانب کوئی آبادی ہو۔ آخر جہاں اتنے مردے ہیں وہاں آبادی بھی ضرور ہو گی۔ وہ میدان عبور کر کے چٹانوں کے سلسلے سے باہر نکلا تو اسے اندھیرے، گہرے اندھیرے میں دور ایک روشنی ٹمٹماتی نظر آئی۔

وہ تیزی سے اس روشنی کی طرف چلا۔

اس کے پاس خلائی گن موجود تھی۔ وہ زرد خلائی لباس میں تھا۔ چہرے پر سے اس نے زرد نقاب اتار کر پھینک دیا تھا۔ کیوں کہ اب اسے نقاب کی ضرورت نہیں تھی۔ روشنی قریب آنے لگی۔ عنبر نے دیکھا کہ یہ

روشنی ایک چھوٹا سا چراغ ہے جو ایک اونچے محرابی دروازے کے اوپر جل رہا ہے۔ سیارے پر ہوا چل رہی تھی مگر چراغ کی لَو اپنی جگہ پر سیدھی کھڑی تھی۔ وہ ہوا میں ذرا بھی نہیں ہل رہی تھی۔

عنبر دروازے کے قریب آ گیا۔ یہ کافی اونچا محرابی دروازہ تھا اور دونوں طرف دیوار جا رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ یہ کسی شہر کی دیوار کا دروازہ ہے۔ اندھیرے میں عنبر کو ایک پتھریلا راستہ اندر شہر میں داخل ہوتا نظر آیا۔ وہ اس راستے پر چل پڑا۔ یہ راستہ آگے کو جھکے ہوئے چھجوں اور گیلریوں والے سنسان مکانوں کے درمیان سے گذرتا تھا۔ کسی مکان میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ ہر مکان کا دروازہ کھلا تھا۔ یہ مکان پرانے اور شکستہ تھے۔ اکثر کے کھلے دروازوں پر مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ ان کے اندر نہ کوئی گیا ہے نہ باہر نکلا ہے۔

یہ تو ایک اجڑا ہوا ویران آسیبی شہر تھا۔

عنبر یہی سوچتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ آگے چوک آ گیا۔ اس چوک میں ایک چبوترے پر بھی چراغ جل رہا تھا۔ آس پاس گلیاں بنی ہوئی تھیں۔ گلیوں میں بھی بوسیدہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویران مکان تھے جو اندھیرے اور سنسان پڑے تھے۔ مگر یہاں کی فضا میں بھی آہوں کی دھیمی دھیمی آواز پھیلی تھی۔ یہ آواز عنبر کو برابر آ رہی تھی۔ اگرچہ یہ بہت ہی دھیمی آواز تھی۔

عنبر نے ساری گلیاں گھوم کر دیکھیں۔ ہر مکان کا دروازہ کھلا تھا اور تقریباً ہر دوسرے دروازے پر مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ ایک جگہ عنبر نے بہت بڑی بلی جتنی چھپکلی کو دیکھا کہ ایک مکان کی دیوار پر رینگ رہی تھی۔ عنبر کو دیکھ کر وہ رک گئی۔ گردن گھما کر عنبر کو غور سے دیکھا اور پھر تیزی سے مکان کے روشن دان میں غائب ہو گئی۔

عنبر کو یہ سب کچھ ایک گہرا اور آسیبی معمہ لگ رہا تھا۔ وہ ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں نکلا تھا اور کس منحوس ڈراؤنے سیارے میں آن پھنسا تھا۔ عنبر واپس آ کر چوک کے چبوترے پر بیٹھ گیا۔ اس کے قریب ہی چراغ جل رہا تھا۔

جب وہ بیٹھا تو چراغ کی لو تھوڑی دیر کو کانپ کر پھر ساکت ہو گئی اور عنبر کو آہ بھرنے کی آواز سنائی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا:

"تم کون ہو جو آہیں بھر رہے ہو؟"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ آہ کی آواز پھر آئی۔ عنبر نے زمین پر زور سے پاؤں مارے۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں اس سیارے پر جہاں مردے اور لاشیں رہتی ہیں۔"

عنبر اصل میں جھنجھلا گیا تھا۔ اس قسم کے سیارے پر پہنچنے کی اسے کبھی توقع نہیں تھی۔ رات آہستہ آہستہ بہت ہی آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔ آسمان پر بھورے بادلوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ عنبر کو محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ رات گزر رہی ہے کہ ایک جگہ رک گئی ہے۔

تاریکی اتنی ہی گہری تھی۔ فضا میں مشک کافور کی بو تھی اور لاشوں کی آہوں کی آوازیں بھی اسی طرح آ رہی تھیں۔

عنبر نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر چبوترے پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ناگ کیٹی اور ماریا کے بارے میں سوچنے لگا۔

نہ جانے کتنی دیر تک وہ اسی طرح آنکھیں بند کیے لیٹا رہا۔ جب آنکھ کھول کر دیکھا۔ رات اسی طرح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے سر پر کھڑی تھی۔ وہی ویران اندھیرا تھا، وہی دھیمی دھیمی آہوں کی آوازیں تھیں۔ عنبر نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں اور جان بوجھ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ سونے کے سوا وہ کیا کر سکتا تھا؟

مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اگرچہ بند تھیں۔ جب اسی طرح کافی وقت گذر گیا تو عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے سخت غصہ آ رہا تھا کہ یہ رات گذرتی کیوں نہیں۔ دن کیوں نہیں چڑھتا۔ سورج کی روشنی کیوں نہیں ہوتی؟

اسے کیا معلوم تھا کہ اس منحوس سیارے پر ایک سال کی رات اور ایک سال کا دن ہوتا ہے۔ ایک سال کا دن ختم ہو گیا تھا اور ایک سال کی رات شروع ہو گئی تھی۔

عنبر نے چراغ پر بھی اپنا غصہ اتارتے ہوئے اسے پھونک مار کر بجھا دیا۔ چراغ کے بجھتے ہی فضا میں آہوں کی آواز بلند ہو گئی۔ عنبر کو ایسے محسوس ہوا جیسے لاشیں آہیں بھرتی اپنے اپنے تابوتوں سے باہر نکل آئی ہوں۔ پھر ایک دم سے جیسے کسی نے چراغ کو روشن کر دیا۔ چراغ کی لَو جل اٹھی۔ اس کے ارد گرد دھیمی سی

روشنی پھیل گئی۔ عنبر خاموشی سے چراغ کی طرف تکنے لگا۔

اس نے دوسری بار پھونک مار کر چراغ بجھانا چاہا مگر اس بار چراغ پر اس کی پھونک کا کوئی اثر نہ ہوا۔ چراغ کی لَو ذرا سی بھی نہ کانپی۔ جیسے کسی نے اس کے ارد گرد شیشے کی دیوار کھڑی کر دی ہو۔ عنبر نے خلائی گن نکال کر چراغ پر فائر کر دیا۔ گن کی نیلی شعاع چراغ کی لَو سے ٹکرا کر ایک جھماکا سا پیدا کر کے غائب ہو گئی۔ چراغ اسی طرح جل رہا تھا۔

اب تو عنبر کو بہت غصہ آیا۔ اس نے اٹھ کر چراغ کو زور سے ہاتھ مارا۔ اس کا خیال تھا کہ چراغ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ لیکن الٹا اس کا ہاتھ درد کرنے لگا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے کسی شے پر ضرب لگاتے ہوئے ہاتھ میں درد محسوس ہوا تھا۔

عنبر وہاں سے اٹھ کر شہر کی دوسری جانب سڑک پر چلنے لگا۔ وہ ایک گلی میں سے گذر رہا تھا کہ جیسے کسی نے پیچھے سے آ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ پیچھے کوئی نہیں تھا۔

"کون ہو تم؟"

عنبر چلایا۔ کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر نے زمین پر غصے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پاؤں مارا اور آگے بڑھ گیا۔ گلی کے ذرا آگے گیا ہوگا کہ ایک بار پھر کسی نے اس کے دوسرے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

عنبر رُک گیا:

"تم جو کوئی بھی ہو میرے سامنے کیوں نہیں آتے۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تم سے ڈر جاؤں گا تو یہ تمہاری بھول ہے۔ تمہاری حماقت ہے۔ تم میری طاقت سے واقف نہیں ہو!"

عنبر یہ کہہ کر ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اسے فضا میں ہلکے سے نقرئی قہقہے کی آواز سنائی دی۔ وہ وہیں رُک گیا۔ یہ نقرئی آواز کسی لڑکی کے قہقہے کی تھی۔ بڑی معصوم اور پاکیزہ آواز تھی۔ عنبر کے دل پر اس آواز کی پاکیزگی کا بڑا اثر ہوا۔ اس نے کہا:

"مجھے معاف کر دینا لیکن تم کون ہو بہن؟ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟"

کسی نے عنبر کے سوال کا جواب نہ دیا۔ اب نقرئی قہقہے کی بھی آواز نہ آئی بلکہ فضا میں کسی نے آہستہ سے گہری آہ بھری اور پھر وہی آہوں بھرا سناٹا چھا گیا۔ عنبر مجبوراً آگے چلنے لگا۔ آگے یہ گلی بند ہو گئی تھی۔

جہاں گلی بند ہوتی تھی وہاں ایک بہت ہی پرانی حویلی کا دروازہ تھا۔ عنبر نے قریب جا کر دیکھا۔ اس دروازے پر بھی مکڑی نے جالا تان رکھا تھا۔ مگر اندر ایک طرف سے چراغ کی دھیمی دھیمی روشنی سی آ رہی تھی۔

عنبر نے آہستہ سے آواز دی:

"کیا اس حویلی میں کوئی ہے؟"

اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔

عنبر نے دوسری بار کہا:

"اس حویلی میں دیا کس نے روشن کر رکھا ہے؟ جس نے یہ دیا جلایا ہے وہ میرے سوال کا جواب دے۔"

حویلی میں سوائے گہری آسیبی خاموشی کے اور کچھ نہیں تھا۔ عنبر جھنجلا کر واپس مڑنے لگا تھا کہ اسے ایک دھیمی سے آواز سنائی دی۔ یہ وہی نقرئی ہنسی کی دھیمی آواز تھی۔

عنبر نے پکار کر کہا:

"تم کون ہو؟ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟"

جب عنبر نے دو تین بار اپنا سوال دہرایا تو کسی نسوانی آواز نے جیسے سرگوشی میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہاں سے نکل جاؤ۔ چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔"
اور پھر یہ سرگوشی کی آواز آہوں میں تبدیل ہو کر عنبر سے دُور چلی گئی۔

عنبر نے کہا:

"میں نہیں جاؤں گا۔ نہیں جاؤں گا۔ جب تک یہ معلوم نہیں کر لوں گا۔ کہ تم لوگ کون ہو اور یہ مردہ لاشیں کہاں سے آئی ہیں؟"

فضا میں نقرئی ہنسی کی آواز بلند ہو کر غائب ہو گئی۔

عنبر کچھ دیر وہاں کھڑا حویلی کے اندر جلتے چراغ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سوچا کہ ایسی بھی کیا بات ہے۔ اسے کوئی کھا تو نہیں جائے گا۔ اس معمے کو حل کرنا چاہیے۔

چنانچہ عنبر نے دروازے کے جالے کو ہاتھ سے پرے ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔ مکڑی کا جالا ہٹتے ہی فضا میں ایک مکروہ چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ ایک بار تو عنبر کا دل بھی دہل گیا۔ مگر وہ ایک بہادر اور غیر معمولی طاقت رکھنے والا نوجوان تھا اور کبھی خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔

چیخ کی آواز پر وہ ذرا سا کانپا مگر فوراً ہی اس نے اپنے حواس پر قابو پا لیا اور پیچھے مڑنے کی بجائے حویلی میں آگے کی جانب بڑھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ

حویلی میں جس چراغ کی روشنی ہو رہی ہے وہ کہاں جل رہا ہے۔ حویلی کی ڈیوڑھی کے آگے بائیں جانب راہ داری گھومتی تھی۔

روشنی اسی طرف سے آ رہی تھی۔

جونہی عنبر بائیں جانب گھوما اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ اس کے سامنے ایک بے حد مکروہ صورت کی بڑھی عورت جس کے سر کے جھاڑ جھنکار، بال تھے اور ناک اتنی لمبی تھی کہ ٹھوڑی کو چھو رہی تھی اپنے ہاتھ میں چراغ لیے کھڑی تھی۔ اس نے عنبر کو دیکھتے ہی ایک دلدوز دل کو ہلا دینے والی مکروہ چیخ ماری۔ مگر عنبر اپنی جگہ ہمت کے ساتھ کھڑا رہا۔ مکروہ صورت چڑیل نما عورت نے دوسری چیخ ماری اور عنبر کی طرف اپنا لمبے لمبے ناخنوں والا ہاتھ بڑھایا۔ عنبر نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔

عورت چیخ مار کر چراغ سمیت غائب ہو گئی۔

عنبر گھپ اندھیری راہ داری میں اکیلا کھڑا رہ گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے اندھیرے میں سب کچھ دکھائی دینے لگا۔ راہ داری خالی تھی۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ بہت بڑا مرتبان پڑا تھا۔ عنبر نے اسے جھک کر دیکھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرتبان کے اندر اسے دو سرخ آنکھیں اپنی طرف دیکھتی نظر آئیں۔

"کون ہو تم؟ باہر نکلو۔ باہر نکلو۔"

عنبر نے مرتبان کو الٹ دیا۔

مرتبان کے اندر سے ایک بہت بڑی چھپکلی پھنکار مارتی نکلی اور عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے اپنے پاؤں تلے اس کی گردن کو ایسا دبایا کہ اسے وہیں کچل کر رکھ دیا۔

چھپکلی کے مرتے ہی حویلی پر گویا بھونچال سا آ گیا۔ دیواریں ہلنے لگیں۔ گڑگڑاہٹ کی آواز آنے لگیں۔ عنبر اپنی جگہ پر بڑی بہادری سے کھڑا رہا۔ اسے موت کا تو کوئی خوف ہی نہیں تھا۔ ویسے بھی جن لوگوں کو خدا پر بھروسہ ہوتا ہے اور جو خدا سے اور صرف خدا سے ڈرتے ہیں ان کے دلوں سے پھر دنیا کا خوف اپنے آپ نکل جاتا ہے۔ آپ بھی اپنے دل میں خدا کا خوف بٹھا کر دیکھیں۔ باقی سارے خوف اپنے آپ دل سے غائب ہو جائیں گے۔

بھونچال رک گیا۔ زلزلہ ختم گیا۔ گڑگڑاہٹ کی آوازیں رک گئیں۔ آہوں کی دھیمی دھیمی آواز جو فضا میں رچی ہوئی تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ حویلی کی راہ داری میں دور نیلے رنگ کی روشنی ابھری۔ عنبر اس روشنی کی طرف چلا۔

آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت سجا بجایا کمرہ ہے۔ فرش پر قالین بچھے ہیں۔ مسند لگی ہے۔ گاؤ تکیے رکھے ہیں۔ پھولوں کے گہنے پڑے ہیں۔ چھت سے فانوس لٹک رہا ہے۔ اس فانوس میں سے نیلی نیلی نورانی روشنی نکل رہی تھی۔ کمرے میں مشک کافور کی بجائے گلاب اور موتیے کے پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی۔

عنبر اس حسین تبدیلی پر حیران سا ہو کر رہ گیا۔

وہ ابھی سوچ رہا تھا آگے بڑھے یا پیچھے واپس چلا جائے کہ اسے پھر وہی نقرئی پاکیزہ ہنسی کی آواز سنائی دی۔

عنبر نے آواز دی:

"کون ہو تم کیا اب بھی میرے سامنے نہیں آؤ گی میری بہن؟"

اچانک سامنے والے دروازے کا ریشمی پردہ ہٹا اور عنبر کے سامنے ایک خوبصورت معصوم لڑکی کھڑی تھی۔ جس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ کانوں اور ہاتھوں میں پھولوں کے گجرے تھے۔ سنہری بالوں میں گلاب کے پھولوں کا تاج سج رہا تھا۔

اس نے عنبر کو مسند پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

عنبر مسند پر بیٹھ گیا۔ یہ خوبصورت معصوم لڑکی اس کے سامنے آ کر قالین پر بیٹھ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"تم ۔ تم کون ہو؟ یہ کون سا سیارہ ہے تم انسانی شکل والی اتنی حسین لڑکی اس سیارے پر کیسے آگئی ہو؟"

لڑکی نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر عنبر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

عنبر نے جھلا کر کہا:

"خدا کے لیے مجھ سے بات کرو کہ تم کون ہو۔ میں تو جب سے اس منحوس سیارے پر آیا ہوں سوائے انسانی لاشوں کے اور کوئی شے نہیں ملی۔ اب پہلی بار تمہاری شکل دیکھی ہے تو تم سے باتیں کرنے کو بے تاب ہو رہا ہوں مجھے بتاؤ کہ اس منحوس سیارے پر اتنی لاشوں کے تابوت کہاں سے آگئے؟ یہ شہر ویران کیوں ہے؟"

اس لڑکی نے خاموش سنجیدہ نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا۔ ایک ٹھنڈی آہ بھری اور نقرئی آواز میں کہا:

"تم یہاں کیوں آگئے؟"

عنبر نے جواب دیا:

"میں خود کہاں اس منحوس سیارے پر آیا ہوں۔

مجھے تو مجبوراً یہاں گرنا پڑا ہے۔ میں یہاں کریش ہوا ہوں۔ کیا تمہیں نہیں معلوم؟"

"نہیں" لڑکی نے کہا: "کیا تم مُردہ ہو؟"

اس سوال پر عنبر بھونچکا ہو گیا۔ یہ لڑکی کیا کہہ رہی ہے۔ اس نے کہا:

"میں تمہیں مُردہ لگتا ہوں! میں زندہ نہیں لگ رہا؟ میں زندہ ہوں۔ مُردہ نہیں ہوں۔"

لڑکی نے کہا:

"یہاں کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ میں تمہیں لگتی ہوں نا؟ مگر میں زندہ نہیں ہوں۔"

عنبر حیرت سے لڑکی کا منہ تکنے لگا۔ پھر وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھا کہ لڑکی کو ہاتھ لگا کر دیکھے۔ لڑکی بھی سمجھ گئی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عنبر اس کے پاس جا کر اسے ہاتھ سے چھوتے ہی لگا تھا کہ لڑکی غائب ہو گئی۔

عنبر نے چلّا کر کہا:

"تم زندہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم زندہ ہو۔"

عنبر کو وہی نقرئی ہنسی کی پاکیزہ آواز پھر سنائی دی۔

عنبر بولا:

"اگر تم میرے سامنے نہیں آنا چاہتی تو بے شک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مت آؤ۔ لیکن کیا تم مجھے کوئی ایسا طریقہ بتا سکتی ہو کہ میں اس منحوس سیارے سے نکل سکوں؟"

لڑکی کی سنجیدگی اور گہری آواز بلند ہوئی:

"تم یہاں سے نہیں جا سکتے۔ کیوں کہ تم مُردہ ہو اور جو مردہ یہاں ایک بار آ جاتا ہے وہ پھر یہاں سے کبھی واپس نہیں جاتا۔"

ایک قہقہہ بلند ہوا اور پھر آہستہ آہستہ گہری خاموشی میں گم ہو گیا۔ یہ اسی لڑکی کا نقرئی قہقہہ تھا۔ عنبر سے پکڑ کر قالین پر بیٹھ گیا پھر اس نے اپنے جسم کو ٹٹول کر دیکھا۔ وہ واقعی زندہ تھا۔ مُردہ نہیں تھا۔

> عنبر واقعی کہیں مر تو نہیں گیا تھا؟
> یہ نیلی آنکھوں والی لڑکی کون تھی؟
> سیارے کا راز کیا تھا؟
> ناگ کیٹی اور ماریا کی عنبر سے ملاقات کہاں ہوئی؟
> یہ معلوم کرنے کے لیے "عنبر ناگ ماریا خلا میں" کی اگلی قسط نمبر ۱۰۶ "خونخوار انسانی لومڑی" پڑھیں۔

میرے نام

انکل اے حمید صاحب میری اور میرے دوستوں کی طرف سے سلام قبول ہو

ہم یہاں خیریت سے ہیں امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ میں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کی سیریز ناول بہت شوق سے پڑھتا ہوں مجھے ایک سوال کا جواب چاہیئے سوال یہ ہے کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی کے ناول سچے ہیں کیا؟ کیونکہ میرے دوست مجھے بولتے ہیں کہ یہ ناول جھوٹے ہوتے ہیں میرے خیال سے عنبر ناگ ماریا کی پہلی سو قسطوں میں ناول کے اوپر لکھا ہوتا تھا "سچی داستان" کیا یہ سچا ناول ہے۔ اور آپ کے ایک ناول کا اشتہار "خلائی گٹھڑی کا قیدی"، اس ناول کا بہت انتظار ہے خاص طور پہ عنبر ناگ ماریا کیٹی ان کے ناول کا مجھے بہت بے چینی سے انتظار ہوتا ہے کہ کب مہینہ پورا ہو اور کب ناول آئے۔

آپ کے ناول پڑھنے کا شوقین

محمد شوکت چوہان۔ چوہان بیکری اینڈ جنرل اسٹور
شیر شاہ کالونی محمدی روڈ بی بلاک گلی نمبر ۱ کراچی ۲۸

پیارے انکل! سلام مسنون

ناول عنبر ہوشیار میں جناب فیض احمد فیض مرحوم کے چند مختصر الفاظ جنہیں لوگوں نے تو مختصر جانا لیکن میری نظر میں یہ چند الفاظ کہ "اے حمید اردو ادب میں ایک رنگین اسلوب لے کر آیا اور جب اس نے بچوں کے لیے لکھنا شروع کیا تو وہ اسلوب اس میں بھی قائم رکھا"، اور یہ داستان طلسم ہوش رُبا جیسی بڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

داستان کا مقابلہ کر سکتا ہے" بہت بڑی بات ہے اور یہ آپ کی شخصیت کا جامع ترین تجزیہ ہے۔

لاہور کے مشہور ناشر تو آپ کی خوب صورت ترین ناول تو شائع کرتے ہی ہیں۔ میری مراد نیا مکتبہ اقراء سے ہے لیکن میں بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ کراچی میں گھومتے ہوئے شیخ غلام علی اینڈ سنز کی دکان میں چلا گیا اور پھر یقین جانیے کہ آپ کی شخصیت کا دوسرا رخ سامنے آگیا مطلب یہ ہے کہ اس وقت میرے پاس تقریباً ۹۵ روپے تھے اور وہ سب آپ کی خوب صورت ترین ناولوں کے سر ہو گئے میرے دوستوں نے کہا بھی کہ کیوں فضول پیسے خرچ کر رہے ہو آؤ چل کر ان کا چرغہ اُڑاتے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ بھائی فضول خرچی یہ نہیں وہ ہے جو تم کہہ رہے ہو۔

نئی عنبر ناگ ماریا اور اب تو کیٹی کی سیریز کے دو ناول (خلائی جہاز کی ممی اور دوسری غیبی خلائی شیطان) کی مبارک باد قبول کیجئے۔ اس مبارکباد کے ساتھ ساتھ ایک میری خواہش پوری کر دیجئے وہ یہ کہ آپ کی نیا مکتبہ اقراء سے شائع ہونے والی کتب کے علاوہ کیونکہ ان کے تو ناول ہم لگاتار پڑھ رہے ہیں دوسرے کسی بھی پبلشر کے ناول جو آپ نے لکھے ہیں اُن کے نام کسی بھی طریقے سے ہمیں بتائیں کہ میرے علاوہ اور دوسرے لوگ بھی آپ کی کتب سے مستفید ہو سکیں۔ شکریہ

آپ کا چاہنے والا سید سلمان سلیم

۲۶۹/۸ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸

پیارے انکل اے حمید صاحب

السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کا پرانا قاری ہوں اور میں عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ انکل میرے ذہن میں یہ رہتا ہے کہ کیا یہ عنبر ناگ ماریا واقعی ہیں۔ اور اس طرح کے بہت سے سوالات ذہن میں آتے رہتے ہیں میرے بہت سے ساتھی بھی آپ کی یہ کہانیاں بہت پسند کرتے ہیں میں آپ کی کہانیاں بہت جلدی ختم کر لیتا ہوں اور باقی دنوں میں فارغ رہتا ہوں۔ آپ کی اس ماہ کی کہانیاں عنبر ہوشیار سینچری نمبر پڑھا بہت پسند آیا۔

اچھا اب اجازت چاہوں گا خدا حافظ

ساجد حسین معرفت لفٹیننٹ کرنل اے ایچ عابد

E-۳۲۷/۳۲۸ نیو سپر ٹاؤن لاہور کینٹ۔

انکل اے حمید! السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ آپ کا سیریل عنبر ناگ ماریا ہمیں بہت پسند آیا ہے آپ سے گزارش یہ ہے کہ یہ سیریل بند نہ کیجئے اور آپ عنبر ناگ ماریا کو خلا میں سفر کرائیں گے اس کا جواب جلد سے جلد دینا کہ عنبر ناگ ماریا خلا میں سفر کریں گے یا نہیں ہمیں اس کا انتظار ہو گا۔ فقط

منظور علی بلوچ محلہ کرماں باغ لاڑکانہ سندھ۔

O

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمران، ریحان ایڈونچر
قدم قدم حیرانی، ہر موڑ پہ نئی کہانی!!

مصنف ـــــ اے حمید

۱- لنڈی کوتل کا بھوت ۵/-
۲- مفرور قیدی ۵/-
۳- ہینڈز اپ ۵/-
۴- ہیروں کے چور ۵/-
۵- شاہی تاج کی چوری ۵/-
۶- خونی راز ۵/-
۷- آدھی رات کو فرار ۵/-
۸- خفیہ ڈائری کی تلاش ۵/-
۹- جب ہمیں عمر قید ہوئی ۵/-
۱۰- بند کمرے کا راز ۵/-
۱۱- پیرس کے جاسوس ۵/-
۱۲- ایلا سکالا اور حبشی داود ۵/-
۱۳- کے جی بی کے جاسوس ۵/
۱۴- موت کی چٹانیں ۵/
۱۵- بارود کی موت ۵/-
۱۶- سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو ۵/-
۱۷- میکاؤ کا سپاکو ۵/-
۱۸- جاپان کی ڈمپل ۵/-
۱۹- سناتا جالانگ اور پادری ۵/-
۲۰- اچھا دوست الوداع ۵/-
۲۱- تابت، ڈیوڈ اور عمران ۵/-
۲۲- ایمیٹی جل پری ۵/-
۲۳- مائی ڈیڈی اور موٹا ڈیڈی ۵/-
۲۴- دوربین میں قتل ۵/-
۲۵- بلیک وارنٹ (سلور جوبلی نمبر) ۱۳/-
۲۶- پستول پھینک دو ۵/-
۲۷- خارجہ عمران ۵/-
۲۸- خاموش ریوالور کی گولی ۵/-
۲۹- پھر دال میں کالا کالا ۵/-
۳۰- ایٹم بم کی تلاش ۵/-

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

١٠١ خلائی جہاز کی ممی ۴/۵۰

١٠٢ غیبی خلائی شیطان ۴/۵۰

١٠٣ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰

١٠٤ خلائی کمرہ ۴/۵۰

١٠٥ مُردوں کا سیّارہ ۴/۵۰

١٠٦ خونخوار انسانی کھوپڑی ۴/۵۰

١٠٧ خطرناک طلسمی روشنی ۴/۵۰

١٠٨ ہیبت ناک قلعہ ۴/۵۰

١٠٩ غیبی شیشہ ۴/۵۰

١١٠ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰

١١١ آدھی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰

١١٢ خلائی مخلوق

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

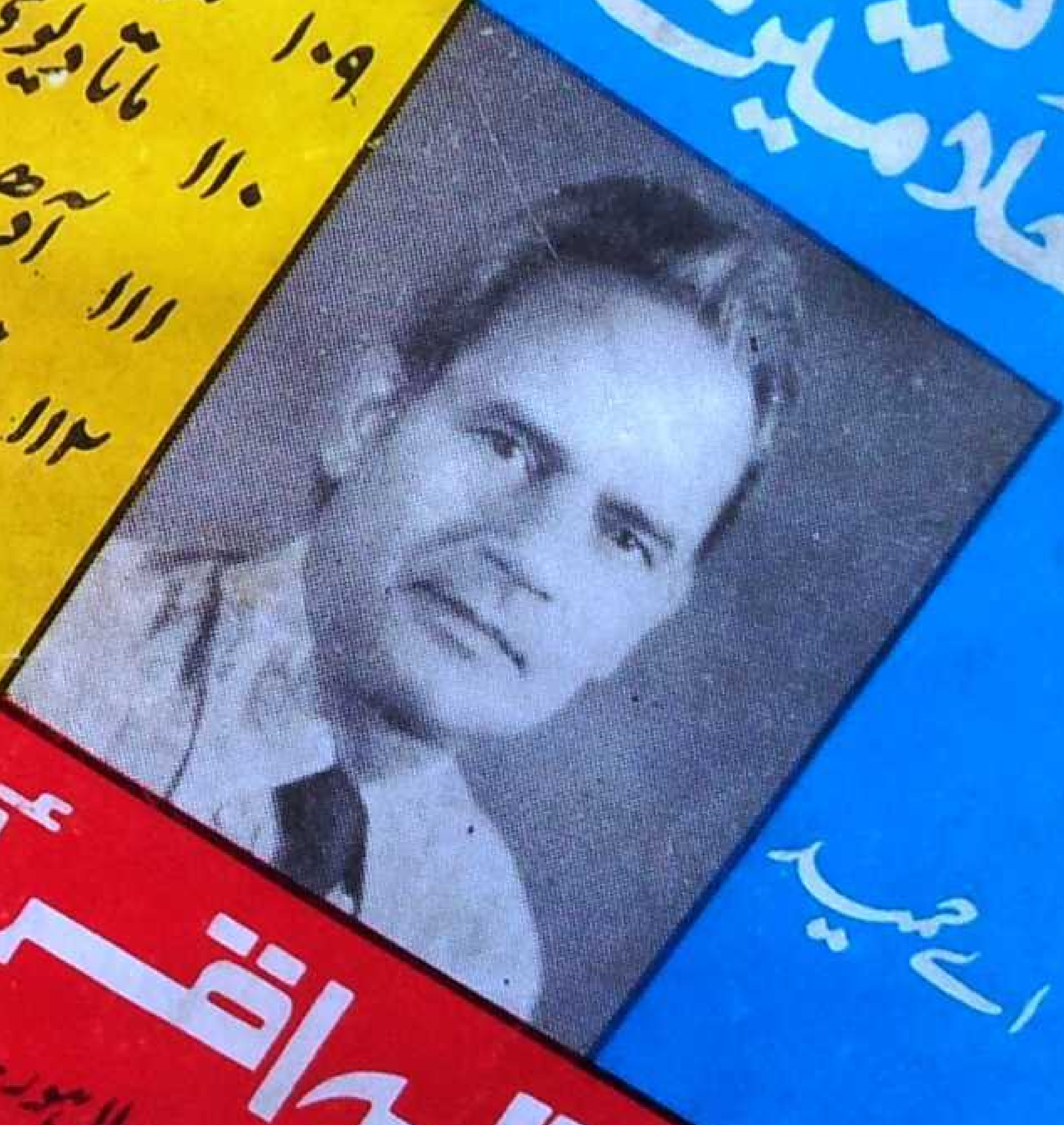

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ

۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸